وذکر فان الذکری تنفع المؤمنین
افادات امور
در اردو
آداب قبور
مطبع عثمان پریس میں طبع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ و نتوکل علیہ ونصلی علی رسولہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ وازواجہ وذریاتہ واتباعہ اجمعین۔

امابعد احقر العباد متوسل بارگاہ غوث الثقلین فقیر احمد حسین قادری الرفاعی ابن مولوی قاضی حافظ محمد خلیل الرحمٰن صاحب نقشبندی مرحوم ومغفور خلیفہ حضرت مسکین شاہ صاحب نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ مؤلف رسایل احادیث قدسیہ وتاریخ برہان پور وغیرہما آج سے چھہ سات سال پہلے یہ رسالہ اس غرض سے تالیف کیا تہا کہ اپنے برادران دینی کو فرقہ ضالہ وہابیہ کے عقاید بد کے اثرات سے محفوظ رکہنے مین مدد دے چنانچہ اس فرقہ کے ایک شخص نے ایک رسالہ شایع کیا تہا جسمین زیارت قبور وغیرہ کے متعلق اخفاے حق واظہار باطل کی کوشش کی تہی اس لئے اس ہیچمیز رو ہیچمدان نے احقاق الحق وابطال الباطل کی سعی اپنے اس رسالہ کے ذریعہ کرکے کامیابی حاصل کی۔ اور اپنے شہر فرخندہ بنیاد حیدرآباد صانہا اللہ عن الشر والفساد کے مشاہیر ومستند علماء کرام ومشائخین عظام کے آراے مہر انجلا سے اس رسالہ کو زینت دی جن سے مسلمانون کی آنکھون مین نور اور مومنون کے دل مین سرور کا اضافہ ہو چونکہ

اسوقت رسالہ کو زیور طبع سے آراستہ کرنیکا موقعہ نہ ملا تہا کیونکہ اس سے اظہار نام
نمود غرض نہ تہی بلکہ صرف ختم حجت مراد تہی لہذا وہ رسالہ یونہی میرے ہان رکہا رہا۔
اب بوجہ اسکے کہ اکثر علماء کرام و واعظین اسلام بتقضائے الٰہی اس دار المحن سے
جنات عدن کی طرف بلا لئے گئے اور تقریباً میدان خالی نظر آیا تو پہر اس فرقہ ضالہ وہابیہ
کی دبی دبی آوازین ادہر ادہر سے گوش زد ہونے لگین اور بعض میرے دوست احباب
نے انہین مسئلون کا استفسار کرنا شروع کیا جنکو مین نے ایک رسالہ کی صورت مین
جمع کر دیا تہا بعض احباب نے باصرار فرمایش کی کہ یہ زمانہ مسرت اقتران وآوان بہجت
فران ہمارے بادشاہ ولی نعمت۔ **بیت**

آنکہ بیت کہ شہرہ شدہ تا عالم بالا   عثمان علی سلمہ اللہ تعالےٰ

اعلیحضرت قوی شوکت قدر قدرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی دارائے اقلیم دکن
خاقان المعظم رئیس المعظم اعنی النواب **میر عثمان علی خان** بہادر نظام الدولہ نظام الملک
آصفجاہ سابع فتح جنگ سپہ سالار مظفر الممالک خلد اللہ سلطنتہ وابد اللہ دولتہ وزاد اللہ عمرہ
واقبالہ واجلالہ واولادہ واحفادہ کا مبارک عہد معدلت مہد ہے اس دور مین دودہ کا
دودہ پانی کا پانی حق کا حق باطل کا باطل صاف صاف بلا اختلاف آئینہ کی طرح ظاہر
وباہر ہو رہا ہے اسلئے نہایت مناسب ہے کہ یہ رسالہ بہی طبع ہو کر اچہی طرح سے عالم مین
روشنی پہیلائے اور اس کا نام **افادات جمہوری** رد آداب قبور رکہا گیا۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

(قولہ) سوال دوستان - اجی برادر صاحب یہ فرمایئے ساتھہ دلایل قوی کے کہ قبرون کی زیارت کرنا جیسا کہ مردون کو درست ہے اسی طرح عورتون کو بھی درست ہے یا نہین - جواب برادر اسے بھایئو عورتون کو قبرون کی زیارت قول صحیح سے مکروہ تحریمی ہے چنانچہ مستملی شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہے کہ قبرون کی زیارت مردون کو مستحب ہے اور عورتون کو مکروہ اور مجالس وعظ مین لکھا ہے کہ عورتون کو قبرستان مین جانا حلال نہین کہ مشکوۃ شریف مین ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی ہے اُن عورتون پر جو قبرون کی زیارت کرتے ہین -

(اقول) چشم بد دور کیا کہنا ہے لیاقت ہو تو ایسی ہو جناب عالی دلایل قویہ تحریر کیجئے دلایل جمع ہے اُس کی صفت تو یہ مونث چاہیئے دلایل کے بعد لفظ قوی مذکر تحریر کرنا یہ آپ کی جہالت کی نشانی ہے مسلہ زیارت قبور واسطے عورتون کے مختلف فیہا ہے بعضے فقہا و محدثین جو عدم جواز کے قایل ہین اُس کی وجہ یہ ہے کہ غالباً عورتون مین قلت صبر اور جزع و فزع ہوتا ہے بنا برین زیارت قبور مردون کے لئے خاص کئے ہین لیکن اکثر فقہا و محدثین جواز کے قایل ہین از انجملہ ملا علی قاری و شیخ الہند شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور علامہ ابن عابد شامی اور شمس الدین محمد صاحب جامع الرموز وغیرہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب اشعۃ اللمعات مین جو شرح مشکوۃ کی ہے تحت حدیث (لعن زوارات القبور) کے قول امام ترمذی صاحب کا اسطرح تحریر فرماتے ہین - لعنت کی گئی عورتین زیارت کرنے والی قبرون کی منسوخ - وگفت ترمذی کہ این حدیث بود پیش از انکہ رخصت کند پیغمبر در زیارت قبور پس ہرگاہ کہ رخصت کرد آنحضرت در آمدند در رخصت او زنان و مردان وگفتہ اند بعضے

از اہل علم کہ آنحضرت مکروہ پنداشت زیارت قبور مر زنان را از جہت کمی صبر زنان
وبسیاری بیصبری ایشان پس رخصت نزد این بعض مخصوص بمردان خواہد بود انتہی
ترجمہ اور کہے ترمذی نے تہی یہ حدیث قبل اسکے کہ اجازت دیوے پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم زیارت قبور کی پس جسوقت اجازت دیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
آئے اسکی اجازت مین مرد اور عورتین اور کہے ہین بعض فقہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مکروہ سمجھے زیارت قبور بسبب کم ہونے صبر عورتون مین اور زیادہ ہونے بیصبری
انہون مین پس اجازت نزدیک بعض کے مخصوص مردون کے لئے ہوگی۔
اور ثانیاً یہ کہ حدیث مذکور الصدر منسوخ ہے اُس حدیث سے جو صحیح مسلم مین وارد ہے
بروایت بریدہ رضی اللہ عنہ (نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا) ترجمہ
یعنی منع کیا تہا مین تم کو زیارت قبور سے پس زیارت کرو تم اُس کی اور ملا علی قاری
مرقاۃ مین جو شرح ہے مشکواۃ کی اس طرح تحریر فرماتے ہین (فلما رخص عمت
الرخصۃ لھن فیہ فظاھر ھذا الحدیث العموم لان الخطاب فی نہیتکم کانہ
عام للرجال والنساء علی وجہ التغلیب او اصالۃ الرجال) ترجمہ یعنی پس جبکہ
رخصت دی گئی عام ہوئی رخصت واسطے عورتون کے اس مین پس ظاہر اس
حدیث کا حکم عام ہے کیونکہ خطاب (نہیتکم) مین البتہ وہ عام ہے واسطے
مردون کے اور عورتون کے بطور غلبہ کے یا اصل ہونے پر مردون کے
علی ہذا القیاس اور بہی دلایل مبسوطہ کتاب مذکور الصدر مین مندرج ہین جو چاہے اُس
کتاب مین دیکھہ لیوے یہان بنظر اختصار اسی پر اکتفا کیا گیا اور (فزوروا) صیغہ جمع
مذکر حاضر کا ہے لیکن تبعاً عورتون کو بہی شامل ہے چنانچہ (واقیموا الصلواۃ) مین

صیغۂ (اقیموا) اگرچہ مردون کیلئے موضوع ہے لیکن خطاب مین عورتین بہی شامل ہین۔
اور فتاوی جامع الرموز مین مرقوم ہے (وزیارۃ القبور مستحبۃ للرجال و
کذا للنساء علی الاصح) ترجمہ یعنی زیارت قبور مستحب ہے واسطے مردون کے
اور ایسا ہی واسطے عورتون کے اصح قول پر۔ اور فتاوی ردالمحتار جو حاشیہ ہے
درمختار کا اُس مین مندرج ہے (ولو للنساء) ترجمہ اور اگرچہ واسطے عورتونکے
(وقیل تحرم علیہن والاصح ان الرخصۃ ثابتۃ لہن وجزم فی شرح المنیۃ بالکراھیۃ لما مرّ فی اتباعہن الجنازۃ وقال الخیر الرملی ان کان ذالک
لتجدید الحزن والبکاء والندب علی ما جرت بہ عادتہن فلا تجوز
وعلیہ حمل حدیث لعن اللہ زایرات القبور وان کان للاعتبار والترحم
من غیر بکاء والتبرک بزیارت قبور الصالحین فلا باس اذا کن عجایز
ویکرہ اذا کن شواب کحضور الجماعۃ فی المساجد وھو توفیق حسن انتھی)
ترجمہ اور قیل کلمہ تمریض ہے اور کہا گیا حرام ہے اُنپر اور اصح یہ ہے کہ تحقیق
رخصت ثابت ہے واسطے عورتون کے اور یقین کیا شرح المنیہ مین اُس کی کراہت
کو بسبب اُسکے کہ سابق مین جنازہ کے ہمراہ عورتون کو جانے کی نہی وارد ہوچکی ہے
اور کہا خیر رملی نے اگر عورتون کا مقصود جانے سے تازہ کرنا غم اور نوحہ کا ہے
اُس بنا پر جو جاری ہوئی ہے عادت عورتون کی پس نہین جایز ہے اس حالتمین
زیارت قبور اور اسی پر محمول ہے حدیث (لعن اللہ زائرات القبور) اور اگر مقصود
اُس کا یہ ہے کہ عبرت حاصل کرے یا رونا بغیر بکا کئے کہ جسکی شارع نے اجازت
دی ہے یا برکت حاصل کیجاوے صالحین کی قبرون سے پس نہین ہے کوئی خوف

جبکہ وہ ہون عورتین بوڑھی اور مکروہ ہے حاضر ہونا جوان عورتون کا اُن کا حکم مانند جانے ہونے مسجدون کے ہے جماعت کے لئے اور یہ تطبیق بہتر ہے اور طحطاوی مین ہے (وقیل تحرم علیہن والاصح ان الرخصۃ ثابتۃ لہما بحوالہ بحر الرایق) انتہیٰ

ترجمہ اور کہا گیا حرام ہے اُنپر اور صحیح قول ہے کہ ان کے لئے رخصت ثابت ہے حوالہ سے بحر الرایق کے۔ جن فقہاؤن نے زیارت قبور واسطے عورتون کے مکروہ لکھے ہین تو آنسرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر اطہر کی زیارت کو مستثنیٰ کردیے ہین لیکن مصنف آداب قبور سے تعجب کیا جاتا ہے کہ انہون نے استثنا نہین کیا شاید مصنف نے اس مسئلہ مین محمد بشیر شہسوانی وابن تیمیہ کا مقلد ہوگا چنانچہ محمد بشیر شہسوانی نے حج کرکے واپس آیا اور زیارت قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم رہا باوجود اسکے اپنی خطا پر نادم نہ ہوکر بجرارت تمام عدم ضرورت زیارت نبوی کے متعلق چند رسایل بہی تالیف کیا جن کی تردید مین مولٰنا مولوی عبد الحی صاحب لکہنوی نے ایک کتاب ضخیم مسمی بہ سعی المشکور تصنیف فرماکے شایع کروا دیئے اللہ تعالےٰ مولانا موصوف کو جزا رخیر عطا فرماوے۔

(قولہ) اور نصاب الاحتساب مین لکھا ہے کہ کسی شخص نے ایک قاضی سے پوچھا کہ عورتون کو قبرستان مین جانا درست ہے یا نہین قاضی نے کہا تو اسکی جواز اور عدم جواز سے مت پوچھ بلکہ یہ پوچھ کہ عورتون کو قبرستان مین جانے سے کس قدر لعنت ہوتی ہے سو اب تو جان لے کہ جسوقت عورت قبرون پر جانے کا ارادہ کرتی ہے اُسیوقت سے اللہ تعالیٰ کی اور فرشتون کی لعنت مین گرفتار ہوجاتی ہے اور جسوقت سے دروازے سے باہر نکلتی ہے تو ہر طرف سے اُسکو شیطان گہیر لیتے ہین اور جب وہان سے

پھرتی ہے تو اُسوقت سے گھر مین بیٹھی تک خدا کی لعنت بین رہتی ہے معاذ اللہ من ذلک
(اقول) یہ حکایت تہدید پر محمول کیجاوے ورنہ اہل اسلام کو لعنت کرنا ممنوع
ہے اور لعنت کرنا ایک ایسا امر عظیم ہے جسکے متعلق حدیث مین سخت وعید آئی ہے
اور ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین اس طرح تحریر فرماتے ہین کہ اگر کسی شخص مین ننانوے
شبہہ کفر کے پائے جائین اور ایک شبہہ عدم کفر کا پایا جاوے تو قاضی و مفتی کو بہتر
ہے کہ اُسکے عدم کفر پر فتویٰ دین اور مشکوٰۃ شریف مین بحوالہ بخاری انس رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (من صلی
صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ
وذمۃ رسولہ فلا تخفروا اللہ فی ذمتہ رواہ البخاری) ترجمہ
یعنی جو شخص کہ نماز پڑھا ہمارے طریقہ کی اور متوجہ ہوا ہمارے قبلہ کی جانب
اور کہایا ہمارے ذبیحہ کو پس مت عہد شکنی کرو اللہ کی اسکے ذمہ مین روایت کی
اس حدیث کو بخاری نے۔ اور مشکوٰۃ کے باب الوسوسہ مین بحوالہ بخاری ومسلم
ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(ان اللہ تجاوز عن امتی ما وسوست بہ صدورھا مالم تعمل بہ اوتتکلم
متفق علیہ) ترجمہ یعنی اللہ تعالیٰ نے معاف فرمایا میری امت سے وہ چیز جو
بطریق وسوسہ کے اُن کے دلون مین آتی ہے جب تک کہ نہ عمل کرین اُسپر
یا نہ کہین۔ پس مجرد قبرون پر جانیکے نیت سے لعنت مین گرفتار ہونا اسکے کیا معنی
ہوئے اور محض قول قاضی کا یہ کہ مجرد نیت کرنا مستلزم لعنت کا ہوتا ہے یہ
اثبات دعوی کے لئے کافی نہین ہوسکتا تاوقتیکہ منجانب شارع اُسپر کوئی

دلیل قطعی قایم نہ ہو بلا دلیل قطعی اہل اسلام کو کافر یا ملعون کہنے سے احتراز کرنا
چاہئے کیونکہ اہل سنت وجماعت کسی فاسق وفاجر کو کافر اور ملعون نہین کہتے ہین
ہان البتہ خوارج مرتکب کبیرہ کو کافر کہتے ہین اور معتزلہ کہتے ہین کہ نہ وہ مومن
ہے نہ کافر شرح عقاید نسفی مین ہے (والکبیرۃ لاتخرج العبد المومن من
الایمان) ترجمہ یعنی گناہ کبیرہ بندہ مومن کو ایمان سے نہین نکالتا ہے صرف
قصہ وکہانی سے بلا دلیل قطعی اہل اسلام کو کافر کہدینا بڑی جرارت وبیباکی ہے
خداوند کریم جمیع اہل اسلام کو ایسی جرارت وبیباکی سے محفوظ رکھے آمین۔
(قولہ) سلمان فارسی اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما نقل کرتے ہین کہ ایکروز
حضرت خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم مسجد سے نکلکر دروازہ پر کھڑے ہوئے
تھے اتنے مین حضرتہ بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاضر ہوین تو پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اُنسے پوچھا کہ اے فاطمہ تم کہان سے آتی ہو صاحبزادی
نے عرض کی کہ فلان عورت جو مرگئی ہے مین اُسکے گھر تک گئی تہی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایئے کہ تو اسکی قبر پر گئی تہی تب حضرتہ بی بی صاحبہ نے عرض کی کہ خدا
کی پناہ معاذ اللہ جو مین آپسے اسکی بُرائی سنکر پہر ایسا کام کرتی تب حضرت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فاطمہ اگر تو اُس کی قبر پر جاتی تو بہشت کی بو بہی نسونگتی
(اقول) یہ حدیث بعضے کتب مین عبداللہ بن عمرو سے وارد ہے آخر مین اس
حدیث کے یہ لکہا ہوا ہے (قال ابو عبد الرحمن ربیعۃ ضعیف) پرنہم برتقدیر صحت
اس حدیث کے یہ حکم سابق کا ہے بعد ازان حکم (فزوروها) اسکے لئے عام
ہوگیا زہر الربی جو شرح نسائی کی ہے اُس مین بعضون نے اس حدیث کی توجیہ یون

بیان کیے ہین (و ذالك لان مقابرهم كانت في مواضع صلبة) ترجمہ یعنی اور یہہ اسواسطے کہ اُن کے مقبرے صلیب کیے جائے ہین تہے۔

(قولہ) اور چراغ روشن کرنا۔

(اقول) چراغ کا روشن کرنا اگر قبر کے پاس گذرگاہ خاص و عام ہو تو درست ہے

(قولہ) اور صاحب قبر سے حاجت روائی چاہنا۔

(اقول) حاجت کا چاہنا دو قسم پر ہوتا ہے یا تو اولیائے کرام کو بالاستقلال مثل باری تعالیٰ کے متصرف حقیقی جمیع امور مین سمجھنا یہہ بلاشبہہ شرک جلی ہے دوسرا بالواسطہ یعنی اگر کوئی شخص یہہ اعتقاد رکہتا ہے کہ اولیائے کرام ہماری اعانت کے سبب ہین اور مسبب حقیقی باری تعالیٰ ہے بوسایل اُن حضرات کے ہماری حاجت برآئیگی پس اس مین کوئی مضائقہ نہین ہے کیونکہ نص قران اس کی مثبت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یا ایها الذین اٰمنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ) ترجمہ یعنی اے ایمان والو مدد طلب کرو تم صبر سے اور نماز سے ہرگاہ کہ اعمال صالحہ سے مدد طلب کرنیکا ارشاد ہو رہا ہے تو نفوس زکیہ سے جو کہ مدبرات کائنات سے ہین بدرجہٴ اولے استعانت لینا جایز ہوگا اور سورہٴ نازعات مین ارشاد فرماتا ہے (والنازعات غرقا) الی آخرہ۔ (فالمدبرات امرا) تفسیر بیضاوی مین مرقوم ہے (او صفات النفوس الفاضلة حال المفارقة فانها تنزع عن الابدان غرقا اي نزعا شديدا من اغراق النازع فی النفوس فتنشط الي عالم الملكوت وتسبح فيه فتسبق الي حظاير القدس فتصير بشرفها وقوتها من المدبرات)

ترجمہ یعنی قسم ہے ارواح مفارقہ کی جو نکلتی ہین ابدان سے بشدت اور

پھیلتی ہین عالم ملکوت مین اور سیر کرتی ہین اُس مین پس پہونچ جاتے ہین حظائر قدس تک پھر اپنی شرف قوت سے تدبیر کرتے ہین عالم کے۔ اور تفسیر کبیر مین ہے

(ثم ان ھذہ الارواح الشریفۃ العالیۃ لایبعد ان یکون فیھا مایکون بقوتھا وشرفھا یظھر ھنا اٰثار فی احوال ھذا العالم فھی المدبرات امرًا الیس ان الغزالی قال ان الارواح الشریفۃ اذا فارقت ابدانھا ثم اتفق انسان مشابہ الانسان الارواح فی الروح فانہ لایبعد ان یحصل للنفس المفارقۃ تعلق بھذا البدن حتی تصیر کا المعاونۃ للنفس المتعلقۃ بذالک البدن علی اعمال الخیر فتسمی تلک المعاونۃ الھامًا ونظیرہ فی جانب النفوس الشریرۃ وسوسۃ الی اخرہ ملخصًا) ترجمہ یعنی

اُن ارواح شریفہ کو بسبب اپنی قوت وشرافت عالم دنیا کے احوال مین ایک خاص قسم کا تعلق ہے اسواسطے وہ مدبرات سے سمجھی جاتی ہین امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ ارواح طیبہ جب ابدان سے علٰحدہ ہوتے ہین اور مماثل اپنے کوئی ایسی روح پاتے ہین جس کا تعلق ایسی بدن سے ہوتا ہے جو مماثل اُس بدن کے ہے جس کے ساتھ اُس مبارک روح کو تعلق تھا تو ممکن ہے کہ اس مبارک روح کو اس بدن سے خاص تعلق پیدا ہو جائے جس سے یہ مبارک روح اُس بدن کی روح کو اعمال خیر مین مدد دے اسی معاونت کو الہام کہتے ہین علی ہذا القیاس ارواح خبیثہ جب اپنے اجسام سے علٰحدہ ہوتے ہین تو اُن کا تعلق اسی ارواح سے ہوسکتا ہے جو پلیدی مین اسکے مشابہ ہین اور اُن کو تعلق اسی بدن سے ہے جو مشابہ اس بدن کے ہے جس مین وہ خبیث روح ہے تو یہ خبیث روح افعال خبیثہ مین اُس

روح کو خوب مدد دیسکتی ہے جسکو وسوسہ کہتے ہین انتہی۔ تفسیر بیضاوی اور تفسیر کبیر سے یہ بات ثابت ہوچکی اُن ارواح مقدسہ کو ایسا شرف حاصل ہے کہ اُن کو تدبیر عالم مین دخل دیا گیا ہے اور وہ ہر جا سیر کرتے ہین پس جو شخص ارواح طیبہ سے استعانت و مدد نہ لینے اور مستغیث کی ندا کو نہ سننے کا قایل ہے اِن روایات سے بالکل بیخبر ہے۔ معہذا احادیث صحاح بہی اسپر شواہد ہین کہ آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جسوقت توبہ قبول نہ ہوئی تو اُنہون نے ذات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو درگاہ ایزدی مین اپنا وسیلہ گردانا بتوسل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی توبہ مقبول ہوئی۔ چنانچہ طبرانی معجم صغیر مین اور حاکم اور بیہقی ابونعیم۔ نے دلائل مین اور ابن عساکر نے عمر ابن الخطاب سے اس حدیث کو بالتفصیل بیان کئے ہین۔ اور دوسری حدیث مین بروایت معجم کبیر طبرانی وارد ہے کہ منقول ہے عثمان بن حنیف سے کہ ایک شخص کی حاجت روائی نہین ہوتی تہی اور حضرت عثمان بن عفان اسکے طرف التفات نہین کرتے تہے حسب فرمودہ عثمان بن حنیف اُسنے مسجد مین دو رکعت نماز پڑہی اور وہ دعا جو حصن حصین مین منقول ہے (یا محمد انی اتوجہ بك الی ربي لتقضي حاجتي) پڑھا بعد اُسکے امیر المومنین ذی النورین کی خدمت مین گیا اُسی وقت اُس شخص کی حاجت روائی ہوگئی اسیطرح علامہ فاسی بہی شرح دلائل الخیرات مین اس حدیث کو نقل کئے ہین امام جلال الدین سیوطی شرح صدور فی احوال الموتی والقبور باب عرض اعمال الاحیاء علی الاموات مین ایک حدیث تحریر فرماتے ہین (اخرج احمد والحکیم الترمذي في نوادر الاصول و ابن مندۃ عن انس قال قال رسول الله

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اعمالکم تعرض علی اقاربکم وعشائرکم من الاموات فان کان خیراً استبشروا وان کان غیر ذالک قالوا اللھم لا تمتھم حتی تھدیھم کما ھدیتنا) ترجمہ یعنی تمہارے اعمال کی اطلاع تمہارے اہل قرابت وقبایل کو کیجاتی ہے پس اگر نیک عمل ہون تو وہ لوگ خوش ہوتے ہین اور اگر سوا اسکے ہون تو دعا کرتے ہین کہ یا الٰہی ہلاک نہ ہون وہ لوگ یہان تک کہ ہدایت کرے تو ان کو جیسا کہ ہدایت کیا تو ہم کو پس حدیث حصن حصین سے ظاہر ہوا کہ بعد ممات ارواح طیبات سے استعانت جایز ہے کیونکہ استعانت حدیث مذکورہ مین بعد وفات آنسرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے کی گئی ہے اور ایمہ مجتہدین کے اقوال سے بہی استعانت کا ثبوت پایا جاتا ہے چنانچہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی شرح اشعۃ اللمعات مین فرماتی ہین کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائے ہین کہ قبر امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کی اجابت دعا کیواسطے تریاق مجرب ہے اور امام شافعی فرماتے ہین کہ مین برکت حاصل کرتا ہون بواسطہ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اور آتا ہون ان کی قبر پر اور سوال کرتا ہون اللہ تعالے سے نزدیک اُنکے پس جلد حاجت روائی ہوجاتی ہے اور حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین جس شخص سے کہ استعانت لیجاتی ہے زندگی مین پس اُس سے استعانت لیجاتی ہے بعد مرنیکے اور کسی نے مشایخ عظام مین سے ایسا کہا ہے کہ دیکھا مین نے چار مشایخ کو کہ تصرف کرتے ہین اپنے قبرون مین جیسا کہ تصرف کرتے تھے اپنی زندگی مین یا اُس سے زاید شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالے عنہ وارضاہ عنا اور دو شخص دوسرے اولیاء اللہ مین سے بیان کئے ہین اس

بیان سے حصر نہ سمجھین کیونکہ شیخ اپنا چشم دید واقعہ بیان کئے ہین اور سیدی
احمد بن زورق جوکہ بڑے علما، وفقہا سے دیار مغرب کے ہین کہتے ہین کہ
ایک روز شیخ ابو العباس حضرمی نے مجھ سے پوچھا کہ زندہ کی مدد زاید قوی ہے
یا میت کی بینے کہا کہ ایک جماعت کہتی ہے کہ زندہ کی مدد زاید قوی ہے اور مین کہتا ہون کہ میت کی مدد زاید قوی ہے
پس شیخ نے کہا کہ ہان ایسا ہی ہے کیونکہ میت جوار حق اور درگاہ خداوندی مین ہے اور
استعانت کے بارے مین اقوال بکثرت وارد ہین جن کے نقل مین خوف
طوالت ہے اور کتاب وسنت مین اور سلف صالحین کے اقوال مین کوئی
دلیل ایسی نہین پائی جاتی ہے کہ استعانت کے مخالف ہو بلکہ بتحقیق آیات
واحادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ روح باقی رہتی ہے اور اس کو علم وشعور زائرین
کا اور اُن کے احوال کا حاصل ہے اور ارواح کاملین کے لئے قرب اور
مرتبہ جناب حق مین ثابت ہے جیسا کہ زندگی مین تہا یا زاید اُس سے
اور اولیاء کو کرامات اور تصرف عالم اکوان مین حاصل ہے چنانچہ حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہین کہ مین آتی تہی اپنے گہر مین
جسوقت کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہوے بغیر چادر اوڑہنے کے
حتی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہی مدفون ہوے اور دل مین کہتی تہی کہ
اگر لوگ مجھ سے پوچہینگے کہ بغیر چادر کے کیون آتی ہو پس مین کہون گی کہ اُن دونون
مین سے ایک میرے باپ اور دوسرے میرے شوہر ہین پس جسوقت کہ مدفون
ہوے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو قسم خدا کی اُس روز سے بغیر چادر کے حجرہ شریف
تک نہین آئی بسبب شرم عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ بیگانہ تہے روایت کیے

اس حدیث کو امام احمد نے اور اس حدیث مین واضح دلیل ہے حیات اور علم میت کے اور احترام کرنے پر وقت زیارت اُن کے خصوصًا صالحین کیلئے حسب مراتب اُن کے جیسا کہ حالت حیات مین اُن کے اداب کی رعایت کیجاتی تھی انتہی ملخصًا یہ عبارت تمام کتاب اشعۃ اللمعات فارسی بشرح مشکوٰۃ باب زیارت القبور جو شاہ عبد الحق محدث دہلوی کے تصانیف سے ہے نقل کی گئی جو چاہے وہان دیکھ لے ۔ اب یہان یہ غور کرنا چاہئے کہ اگر کوئی یون شبہہ پیش کرے کہ اگر ہم اولیائے کرام کو اپنے مقصد پر آنیکا ذریعہ بنائین اور یہ کہین کہ فلان بزرگ ہم کو بیٹا دیئے یا رزق دیدیے پس اس مین شائبہ شرک کا پایا جاتا ہے کیونکہ یہ صفات مختصہ بذات باری تعالےٰ ہین تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ شبہہ قصور فہم سے ناشی ہوا ہے ورنہ کوئی امر بغیر ارادہ آلہی ظہور نہین پاتا لیکن عادت آلہی یون جاری ہے کہ قضائے معلق جسکو تقدیر معلق بھی کہتے ہین بوساطت ان بزرگون کے رد فرما دیتا ہے چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہے (لا یرد القضاء الا الدعاء ولا یزید فی العمر الا البر) ترجمہ یعنی نہین لوٹاتی ہے قضا کو مگر دعا اور نہین زیادہ کرتی ہے عمر کو مگر نیکی ۔ اور مولانا روم اس مقام پر فرماتے ہین شعر

اولیا راہست قدرت از الٰہ   تیر جستہ بازمی آرند ز راہ

ترجمہ یعنی اولیاؤن کو اللہ تعالےٰ کے جانب سے ایسی قدرت حاصل ہے کہ چھوٹی ہوئی تیر کو راستہ سے واپس لاتے ہین ۔ انہین حضرات کے انفاس غلیمہ کے برکت سے پانی برستا ہے اور رزق تقسیم ہوتا ہے اور ہر وقت

امن وامان ایزدی شامل حال بندگان رہتا ہے۔ چنانچہ بعض احادیث سے بھی یہی مضمون مفہوم ہوتا ہے بنابرین اگر کسی نے احیاناً ایسا کہا کہ فلان ولی نے مجھے بیٹا دے یا میری فلان مقصد بر لائے پس اس مین کوئی مضمون کفر و شرک کا نہین ہے کیونکہ ہر مسلم اپنے عقیدہ مین یہ سمجھتا ہے کہ فاعل حقیقی پروردگار عالم ہے اور یہ حضرات وسیلہ ہین اور متصرف حقیقی کوئی اُن کو نہین سمجھتا ہے ثانیاً یہ کہ یہ نسبت مجازی کہلائی جاتی ہے اگر کوئی شخص ایسا کہے کہ فصل ربیع نے ترکاری اُگائی حالانکہ فی الحقیقت ترکاریان وغیرہ اگانے والا باری تعالیٰ ہے پس ایسا کہنے والا کیا کافر ہو جائے گا ہرگز نہین کیونکہ یہ نسبت مجازی ہے چنانچہ اس کی تفصیل علم معانی مین بخوبی مذکور ہے علاوہ اسکے اللہ تعالیٰ نے بھی اس نسبت مجاز کا ذکر اپنے کلام پاک مین کیا ہے (انما انا رسول ربك لاهب لك غلاماً ذكياً) ترجمہ یعنی مین تمہارے رب کا بھیجا ہوا ہون تاکہ دُون تم کو پاک بیٹا۔ جبرئیل علیہ السلام بی بی مریم علیہا السلام کے روبرو بیٹا دینے کی نسبت اپنی طرف کرتے ہین کہ مین تم کو بیٹا دیتا ہون حالانکہ اولاد کا دینے والا حقیقۃً باری تعالےٰ ہے پس واضح ہوا کہ ایسی نسبت مجازیہ مستلزم شرک نہین ورنہ العیاذ باللہ جبرئیل کا مشرک ہونا لازم آئیگا کیونکہ بیٹا دینے کی نسبت اپنے طرف کئے ہین۔ اور مولوی وکیل احمد صاحب سکندرپوری مرحوم مغفور نے بھی توسل واستعانت کے مسئلہ کو معہ ادلۂ واضحہ اپنی کتاب مسمّی بہ وسیلہ جلیلہ مین نہایت بسط کے ساتھہ بیان کئے ہین کتاب مذکور زبان ہندی مین ہے ہر شخص اُس سے بخوبی مستفید ہو سکتا ہے یہان بنظر اختصار اسی پر اکتفا

کیا گیا ہے۔
(قولہ) اور قبر کو بوسہ دینا اور اسکو ہاتھ سے چھونا۔
(اقول) قبر کو بوسہ دینے اور اسکو چھونے مین فقہا کا اختلاف ہے بعضے انمین سے مکروہ کہتے ہین اور بعضے حرام مگر ابن نجیم بحر الرائق مین جو شرح ہے کنز الدقائق کی لکھتے ہین (ثم ان التشبہ باھل الکتاب لا یکرہ فی کل شئی فانا ناکل ونشرب کما یفعلون انما یحرم التشبہ فیما کان مذموما فیما یقصد بہ التشبہ ھکذا ذکر قاضی خان) ترجمہ یعنی پس اگر تشبہ ہوئے اہل کتاب کے نہین مکروہ ہے تمام شئی مین پس تحقیق کہ ہم کہاتے ہین اور پیتے ہین جیسا کہ کرتے ہین وہ لوگ۔ او جز این نیست کہ حرام ہے تشبہہ جو کہ بری ہوے اور جس مین ارادہ ہوئے ساتھ تشبہہ کے ایسا ہی بیان کیا قاضی خان نے۔ (وفی شرح الجامع الصغیر فعلی ھذا ان لم تقصد التشبہ لا تکرہ عندھما انتھی) ترجمہ یعنی شرح جامع الصغیر مین ہے پس ایسا ہی اگر نہ ہوئے ارادہ تشبہہ کا نہین مکروہ ہے نزدیک اُن دونون کے انتہی۔ پس بوسہ دینا اور چھونا قبر بزرگ کا اور اولیاء اور شہداء کے قبور کا بسبب اسکے کہ وہ اپنے قبرون مین زندہ ہین عام ازینکہ بسبب غلبۂ شوق و محبت کے ہو یا نہ ہو درست ہے حجۃ الاسلام امام محمد غزالی اربعین کے چھٹی فصل مین فرماتے ہین۔ فرمائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق کہ اولیاء اللہ نہین مرتے ہین لیکن ایک گھر سے دوسرے گھر کیطرف نقل کرتے ہین اور کسی نص سے تقبیل کی بُرائی ثابت نہین ہے۔

ولذا قال احمد والطبري لاباس بتقبيله والتزامه وروي ان ابا ایوب الانصاری رضي الله عنه کان یلزم القبر الشریف وقیل وهذ الغیر من لم یغلبه الشوق والمحبته وهو کلام حسن انتهی) ترجمہ یعني اوراسواسطے کہے امام احمد وطبری نہین کچھ خوف قبر کو بوسہ دینے سے اوراسکو چمٹنا النبی سے اور روایت کئی تحقیق ابوایوب انصاری چمٹا النبی قبر شریف کو اور یہہ حکم اس کے لئے ہے جسکو شوق ومحبت کا غلبہ ہوا اوریہہ اچھا کلام ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ باوجود ہونے شدید الاحتیاط اور متبع ہونے آثار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے سید ہے ہاتہ کو قبر شریف پر آنحضرت کے رکہتے تہے (وذکر الخطیب ابن جملة ان ابن عمر رضی الله عنهما کان یضع یده الیمنی علی القبر الشریف ذکره عنه جماعته) ترجمہ یعنی بیان کئے خطیب بن جملہ ابن عمر رضی اللہ عنہما رکہتے تہے سید ہے ہاتہ کو قبر شریف پر بیان کی اس کیفیت کو ایک جماعت نے ۔ وعلامہ زرقانی شارح موطا دربیان تقبیل رکن اسود میفرماید (واستنبط بعضهم من مشروعیته تقبیل الحجر جواز تقبیل من یستحق التعظیم من آدمي وغیره ونقل عن احمد لاباس بتقبیل منبر النبي صلی الله علیه وسلم وقبره ونقل عن ابی الصیف الیماني الشافعي جواز تقبیل المصحف وقبور الصالحین وقال ابن حجر في فتح الباري نقل عن الامام احمد انه سئل عن تقبیل منبر النبي صلی الله علیه وسلم وتقبیل قبره فلم یر به باسا واستبعد بعض اتباعه اي ابن تیمیه صحته ذالك عنه انتهی) ترجمہ یعني اوراستنباط کئے ہین بعض فقہا نے مشروعیت سے بوسۂ حجر اسود کے جواز مستحق تنظیم آدمی کے بوسہ دینے کا اور نقل کئے امام احمد سے نہین ہے خوف

بوسہ دینے سے منبر اور قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نقل کئے ابی الصیف الیمانی
الشافعی سے قرآن شریف کو اور قبور صالحین کو بوسہ دینے کا جواز اور علامہ ابن حجر
فتح الباری مین کہے ہین نقل کی گئی امام احمد حنبل سے تحقیق کہ وہ سوال کئے گئے
بوسہ دینے سے منبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور قبر شریف کے پس نہین
دیکھے اُس سے کوئی خوف اور اُس کی صحت کو ابن تیمیہ اور امام احمد کے بعض
متبعین نے بعید جانتے ہین۔ و حافظ ابن حجر در فتح الباری گفتہ کہ بعضی از
مشروعیت تقبیل حجر اسود جایز داشتہ اند کہ ہر کہ مستحق تعظیم از آدمی وغیرہ
باشد تقبیل او جایز است و نقل از ابن ابی الصیف الیمانی کہ یکے از علماء مکیہ و مذہب
شافعیہ است کردہ کہ تقبیل مصحف شریف و اجزاء حدیث و قبور صالحین درست
است انتہیٰ ترجمہ اور حافظ ابن حجر فتح الباری مین کہے ہین کہ بعض فقہا
بوسہ دینے سے حجر اسود کے جایز رکھے ہین کہ جو شخص مستحق تعظیم آدمی وغیرہ سے
ہوئے بوسہ دینا اُسکو جایز ہے اور نقل کئے ابن ابی الصیف الیمانی سے جو ایک
عالمون سے مکہ کے ہین اور مذہب شافعیہ سے ہین بوسہ دینا قران شریف
اور اجزاء حدیث اور قبور صالحین کو درست ہے و سمہودی از طیب ناثری واو
از محب طبری نقل کردہ کہ تقبیل قبر و مس او جایز است و گفتہ و علیہ العمل العلماء
الصالحین و شیخ جلال الدین سیوطی در توشیح علی جامع الصحیح ذکر کردہ (استنبط بعض
العلماء العارفین من تقبیل الحجر الاسود تقبیل قبور الصالحین انتہیٰ)
اور سمہودی طیب ناثری سے اور وہ محب طبری سے نقل کئے ہین کہ بوسہ دینا قبر کو
اور چھونا اُس کا جایز ہے اور کہا اُسی پر عمل ہے علماء صالحین کا۔ اور شیخ

جلال الدین سیوطی توشیح جامع الصحیح مین ذکر کیا کہ استنباط کئے بعض علماء عارفین بوسہ دینے سے حجر اسود کے بوسہ دینا قبرون کو صالحین کے (وقال صاحب النہایہ ان الامام الرملي افتی بجواز تقبیل اعتاب الاولیاء علی قصد التبرك من غیر کراهیته انتهی) ترجمہ اور کہے صاحب النہایہ تحقیق کہ امام رملی نے فتوی دیئے جایز ہونے مین بوسہ درگاہون پر اولیا کے ارادہ سے تبرک کے بغیر کراہت کے۔ (و در قنیہ آوردہ لا یعرف وضع الید علی القبر سنته ولا مستحبا ولا نری بہ باسا) اور قنیہ مین بیان کرتے ہین نہین جانا جاتا ہے رکہنا ہاتھ کا قبر پر سنت اور نہ مستحب اور نہین دیکہتے ہین ہم اسمین کوئی خوف۔ و در طوالع الانوار شرح در مختار آوردہ (اما تقبیل غیر المصحف کقبور الانبیاء ومن یتبرك بہم فللعلماء فیہ کلام کرھہ بعضہم واستحبہ بعضہم من زمن الخلوة ان لم یلزم علیہ محذور شرعی من عامی حتی ان الشافعی اباحہ مطلقا اذا کان للتبرك قال صاحب اللوامع وینبغي ان لا یکرہ ذالك حیث کان للتبرك کیف وقد ذکر من جوهر المنظم الشیخ ابن حجر الہیثمی فذکر عنہ اثر بلال واثر سیدة النساء العالمین قال صاحب اللوامع وذالك بمحضر اجلاء الصحابته ولم ینکر ذالك علیہا احد فلو کان امرا منہیا عنہ لانکر وعلیہا انتہی) اور طوالع الانوار شرح در مختار مین بیان کرتے ہین۔ لیکن بوسہ دینا سوائے قران شریف کے مانند قبرون پر انبیا علیہم السلام کے اور جو شخص متبرک ہوئے ان مین سو پس واسطے علماؤن کے اُس مین کلام ہے مکروہ ہے بعض کے نزدیک اور مستحب ہے بعض

کے پاس تنہائی کے وقت اگر نہ ہووے ہمیشگی اُسپر اور نہ ہووے اس پر کچھ خوف شرعی عامی سے یہانتک کہ امام شافعی جایز رکھے ہین اسکو جبکہ ہوئے واسطے تبرک کے اور کہے صاحب اللوامع لائق ہے یہ کہ نہ مکروہ ہووے جبکہ ہووے واسطے تبرک کے اور کیونکر مکروہ ہووے حالانکہ بیان کیا جوھر منظم مین شیخ ابن حجر ہیثمی نے پس بیان کئے اُنسے اثر کو بلال کے اور حالت کو سیدۃ النسا رضی اللہ عنہا کے کہے صاحب اللوامع نے اور یہ بوسہ دینا حضوری مین بڑے صحابہ کے ہوتا تہا اور نہین انکار کئے اس سے اُسپر کوئی ایک نے پس اگر ہوتا منع اس سے البتہ انکار کرتے اُسپر) اور علیٰ ہذا القیاس اقدام بوسی مشائخین عظام واولیائے کاملین کا جواز بہی باقوال بعضے فقہا ومحدثین معلوم ہوتا ہے چنانچہ مشکوٰۃ المصابیح مین بحوالہ سنن ابو داؤد یہ حدیث مروی ہے کہ بعضے صحابہ کرام اپنے اونٹون پر سے اوتر کر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قدمبوسی کے واسطے نہایت عجلت کے ساتھ جاتے تہے اور قدم مبارک چومتے تہے اور امام مسلم بن الحجاج جس وقت کہ امام بخاری کے پاس آتے اُن کی قدمبوسی کے متمنی ہوتے۔ وحافظ عراقی فرمودہ تقبیل دستہا و پاہاے صالحین باعتبار قصد ونیت حسن محمود است انتہیٰ۔ ترجمہ اور حافظ عراقی کہے بوسہ دینا ہاتھ اور پاؤنکو صالحین کے باعتبار قصد اور نیت حسن کے بہتر ہے (وامام بخاری در ادب المفرد آوردہ (عن صہیب مولی العباس قال رأیت علیًّا یقبل ید العباس ورجلہ انتہیٰ) ترجمہ اور امام بخاری ادب المفرد مین بیان کئے ہین روایت ہے صہیب سے جو آزاد شدہ غلام تہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے کہے

دیکہا مین علی رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیتے تہے ہاتہ کو عباس رضی اللہ عنہ کے
اور پاؤن کو اُن کے (وفي القنية والغرائب والخزانة ودرمختار وغيرها
طلب من عالم اوزاهد ان يدفع اليه قدمه ويمكنه من قدمه
لقبلها اجابه وهكذا في جامع الرموز زاد في الاجابة لان اصحاب
رسول الله صلى الله عليه وسلم كانو يقبلون اطرافه وكان
يقبله منهم) ترجمہ اور قنیہ و غرائب اور خزانہ و درمختار وغیرہ مین لکہا
ہے طلب کرے عالم سے یا زاہد سے یہ کہ دیوے قدم اپنے اسکے طرف
واسطے بوسہ دینے کے جایز ہے اور ایسا ہی ہے جامع الرموز مین زیادہ
کیا اجابہ مین یہ کہ تحقیق اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بوسہ دیتے
تہے اطراف و جوانب کو آپ کے اور بوسہ دیتے تہے آپس مین اور رکاب بوسی
علماء و خلفاء کی بہی جایز ہے و حاکم در مستدرک روایت کردہ و در اصابہ در ترجمہ زید
آوردہ (روي يعقوب بن سفيان باسناد صحيح عن الشعبي قال ذهب
زيد بن ثابت ليركب فامسك ابن عباس بالركاب فقال تنح يا ابن عم
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا هكذا نفعل بالعلماء
والكبراء كذا في فتح الباري في باب من اخذ بالركاب)
ترجمہ روایت کئے اصابہ مین ترجمہ زید مین لاے ہین روایت کئے یعقوب
بن سفیان ساتہ اسناد صحیح کے شعبی سے گئے زید بن ثابت واسطے سوار ہونیکے
پس پکڑ لئے ابن عباس رکاب کو پس کہے ہٹجاؤ اے چچا زاد بہائی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے کہے نہین ایسا ہی کرتے ہین ہم ساتہ عالمون اور بزرگونکی

ایسا ہی ہے فتح الباری مین باب مین من اخذ بالرکاب کے ۔ وابن حجر در تلخیص مسند الفردوس این حدیث ذکر کرده من اخذ برکاب اخیہ لغیر رغبة اورهبة دخل الجنة اخرجه الطبراني وابو نعیم عن ابن عباس)

ترجمہ اور ابن حجر نے تلخیص مین مسند الفردوس کے یہ حدیث بیان کئے ہین کہ جو شخص کہ پکڑے رکاب کو بھائی کے بغیر رغبت اور خواہش کے داخل ہوگا جنت مین بیان کئے ہین طبرانی اور ابو نعیم ابن عباس سے ۔ وہمین ست مذہب جماہیر علما محدثین ومشاہیر فقہا ے محققین کما تری و لا حاجة الی زیادة هذا ترجمہ اور یہی ہے مذہب تمام علماے محدثین کا اور مشہور فقہاے محققین کا جیسا کہ دیکھا گیا اور نہین ہے ضرورت اسکے زیادة کی ۔ اور میت کو سماع اور علم و ادراک و شعور بھی بخوبی حاصل ہے اور احادیث صحیحہ سے اس بات کا ثبوت ہے چنانچہ بعض احادیث مین وارد ہے کہ اگر قبر پر پرندہ زیادہ بیٹھے تو اس کو میت پہچانتی ہے اور دوسری حدیث مین بحوالہ صحیح بخاری وارد ہے کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قلیب بدر پر جسمین کہ لاشین مقتولین کفار کے پھینکے گئے تھے تشریف لے گئے تو ارشاد فرمایا (هل وجدتم ما وعد ربکم حقا) ترجمہ کیا پاے تم اس چیز کو جو وعدہ کیا تھا رب تمہارا حق اُس وقت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ایسے اجسام سے باتیں کر رہے ہین کہ جس مین روح نہین ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (ما انتم باسمع منهم) ترجمہ یعنی تم اُن سے زاید نہین سنتے ہو اگر منکرین کو

اس حدیث مین قول قتادہ سے شبہہ واقع ہوے اور وہ یہ ہے (حتی اسمعہم اللہ حسرۃ وترۃ وندمًا الی اخرہ) تو یہ قول ہی موافق ہمارے مدعا کے ہے نہ مخالفین کے اسمین کوئی شک وشبہہ نہین کہ سنا نیوالا در اصل زندون اور مُردون کو خدا یتعالےٰ ہے البتہ مبداء فیاض نے سماعت حیات کے واسطے آلہ وحاسۂ سمع بنایا ہے اور ہر چند کہ بعد ممات آلہ وحاسۂ سمع مفقود ہے لیکن بقاے روحانی تو ہر حال مین موجود ہے حالت حیات مین بہی اوسی قوت روحانی کی بقا وازدیاد پر سماعت وبصارت اور چلنے پہرنیکا دارومدار رکہا گیا ہے اور حالانکہ بعد ممات موتیٰ کے واسطے (بیرزقون فرحین) لذات روحانی وجسمانی اور ثواب وعقاب پر نص صریح ہے۔
اور جواب سلام زایر کے حق مین حدیث صحیح ہے تو پہر بعد باقی رہنے روح کے سماعت کے لئے کونسا امر مانع ہے اور انکار حضرۃ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا متعلق سماعت میت کے اجماع کے حق مین حجت نہ ہوگا چونکہ بقول صحیح حضرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا اسماع کے منکر ہین بفحواے آیہ کریمہ انك لاتسمع الموتیٰ) ترجمہ تحقیق کہ آپ نہین سناتے ہو موتیٰ کو۔ نہ نفس سماعت وعلم وادراک سے انکار ہے بتقدیر تسلیم یہ اُس قبیل سے ہوگا جیساکہ ایک جماعت قلیلہ مثل حضرۃ عائشہ وحضرت ابن عباس وحضرت معاویہ وغیرہ کا رجحان ومیلان معراج روحانی کے جانب ہے اور یہ اجماع کے لئے حجت نہ ہوئی بلکہ معراج مع الجسد والروح تہا اور قول (ما فقد جسد محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اُن کے اجتہاد پر مبنی ہے چونکہ خاص مسئلہ سماع

میت مین بہی مخالفین کو نہایت خلاف ہے بنا برین جمیع ما لہ وما علیہم بطور اختصار
تحریر کیا گیا اور اگر اس سے زاید منکرین کو تفصیل مطلوب ہو تو کتاب
اشعۃ اللمعات شرح مشکواۃ مصنفہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی کو مطالعہ کرین۔
تو پہر اُس کی وضاحت بخوبی معلوم ہوجائیگی پس ان تمام عبارت کا مفاد
وحاصل علی اختلاف الروایات الفقہا یہ ہوا کہ کسی ولی یا مشایخ کی قبر کو بوسہ دینا
یا اسکو ہاتھ سے چہونا علی سبیل التعظیم والمحبت مباح ہے الحاصل مسئلہ مختلف فیہا
کی حرمت ثابت کرنا احتیاط سے بہت بعید ہے۔

(قولہ) اور پہولون کی چادر جنازے پر یا قبر پر ڈالنا الی آخرہ۔

(اقول) پہول اور ریحان اور مانند اُسکے قبر پر رکہنا جایز ہے فتاوی مین
مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی رح کے مندرج ہے کہ نہادن گل وخوشبو بر قبر
ماخوذ ازان است کہ کفن میت را بخوشبو وکافور ودیگر چیزہا ازین جنس
مثل حنوط یعنی ارگجہ آمدہ است وحالانکہ میت در قبر است ازین چیزہا
بر قبر می نہند تا مشابہت بہ میت تازہ بہم رسد محتمل کہ ازین نہادن بخوشبو
سرور بمیت میرسد زیراکہ درین حالت روح بسیار متلذذ باستعمال خوشبو میشود
وروح باقی است ہر چند آلہ وصول خوشبو بروح در حالت زندگی کہ قوت
شامہ است مفقود است اما قیاساً بر لذات کہ میت را میرسد بعد موت ازروے
شرع شریف ثابت یعنی لذت ہاے عالم کہ در احادیث صحیحہ آمدہ است
فیاتیہ من روحہا وطیبہا) ودر حق شہدا در قرآن مجید وارد است
یرزقون فرحین اثبات میتوان نمود انتہی۔ ترجمہ فتاوی مین مولانا

شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی کے لکھا ہوا ہے کہ رکہنا پھول وخوشبو کا قبر پر
اس سے لیا گیا ہے کہ کفن میت کا مانند خوشبو اور کافور اور دوسری چیزین
اسی جنس کے مانند حنوط یعنی ارگجہ کے آیا ہے اور حالانکہ میت قبر مین ہے
اور یہہ چیزین قبر پر اس سبب سے رکہین تاکہ مشابہت تازہ میت سے ہووے
معلوم ہوتا ہے کہ اس کے رکہنے سے خوشبو میت کو پہونچتی ہے اسواسطے
کہ اسحالت مین روح بہت خوش استعمال سے خوشبو کے ہوتی ہے اور
روح باقی ہے ہرچند کہ آلہ وصول خوشبو روح کو حالت زندگی مین
جو کہ قوت شامہ ہے گم ہے لیکن قیاس کرتے لذتون کے جو میت کو پہونچتی
ہے بعد مرنیکے از روے شرع شریف کے ثابت ہے یعنی لذتین
عالم کے جو احادیث صحیحہ مین آئے ہین کہ آتی ہے اُن کو خوشبو دار ہوا۔
اور حق مین شہدا کے قران مین ذکر کیا گیا ہے یرزقون فرحین سے ثابت
کر سکتے ہین۔ فتویٰ مذکور الصدر سے شاہ صاحب کے یہ بات ثابت
ہوئی کہ پھول او رمانند اُسکے قبر پر رکہہ سکتے ہین اور چادر کا ڈالنا محض
بر بناے مزید احتیاط ہے تاکہ ہوا وغیرہ سے پھول اوڑنے نہ پاوین
پس اشیاے مذکورہ کا قبرون پر ڈالنا بدعت ضلالت نہین ہے نہ ہر
بدعت ضلالت ہوسکتی ہے اور علیٰ ہذا القیاس قبرون پر گنبدون کا بنانا
بہی حرام اور موجب گناہ کبیرہ نہین ہے۔ سوط الرحمٰن علی قرن الشیطان
مین بحوالہ مرقاۃ شرح مشکوۃ ملا علی قاری کے یہ مضمون مندرج ہے
ملا علی قاری بعد نقل از کتاب تورپشتی نوشتہ است (قلت فیستفاد

منه امه ان کانت الخیمۃ لفائدۃ بان یقعد تحتها للقرأۃ فلا تکون منھیۃ
قال ابن الہمام واختلف فی اجلاس القاری عند القبر والمختار عدم
الکراھۃ) بازنوشتہ (قال بعض الشراح وعن علمائنا ثلثنا ولاضاعۃ
المال نفقد اباح السلف البناء علی قبر المشایخ والعلماء المشہورین
لیزورھم الناس ولیستریحوا بالجلوس فیھا انتہی) ترجمہ سطوالرحمان
علی تو این الشیطان میں بحوالہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری کے لکھا ہوا ہے
بعد نقل کتاب نورشیتی کے لکھا ہوا ہے کہتا ہوں میں کہ استفادہ کیا جاتا
ہے اس سے تحقیق کہ اگر ہوئے ڈیرہ واسطے فائدہ کے یہ کہ بیٹھے نیچے اُسکے
واسطے پڑھنے کے پس نہیں ہے کوئی ممانعت کہے ابن الہمام اختلاف ہے
بیٹھنے میں قاری کے نزدیک قبر کے اور فتویٰ ہے عدم کراہت پر۔ پھر
لکھے ہیں بعض شارحین سے ہمارے علما نے یا واسطے ضائع ہونے مال
کے پس تحقیق کہ بنا قبرون پر مشایخ اور مشہور عالمون کے واسطے اُنکے
زیارت کے لوگون کے لئے اور واسطے راحت پانے کے اسمین بیٹھنے
سے آکے انتہی) اور فتاوی ردالمحتار میں بھی بناء قبر مشائخین وعلماء کو مستحسنات
مین لکھا ہے۔ من شاء فلیرجع الیھا جو کوئی چاہے پس لوٹے اُسکے
طرف اور شرح صحیح مسلم مین امام نووی فرماتے ہین کہ بدعت پانچ
قسم پر ہے۔ واجب۔ مستحب۔ حرام۔ مکروہ۔ مباح۔ پس واجب ہے
سیکھنا دلایل متکلمین کا واسطے رد ملحدین ومبتدعین کے اور تصنیفات
علم تفسیر وشروح احادیث وعلم عقاید وکلام واصول فقہ واصول احادیث

وغیرہم سوائے اس کے بعض دوسرے علوم کے طرف ضرورت ہوتی ہے جیسا کہ علم طب واسطے صحت انسان کے اور علم حساب واسطے تقسیم ترکہ وغیرہ کے اور مستحب ہے مانند تقمیر مدرسہ و بنائے مسافرخانہ وغیرہ اور نیک کام اور مباح ہے مانند طعام لذید و لباس فاخرہ و مکانات عمدہ وغیرہ بمال حلال بغیر اسراف اور جو بدعت کہ گناہ کبیرہ کی حد تک پہونچے وہ حرام ہے جیسا مذاہب خوارج و روافض و مجسمہ و قدریہ و جبریہ و فرقہ وہابیہ وغیرہ اور جو بدعت گناہ صغیرہ کی حد تک پہونچے وہ مکروہ ہے اور امورات دنیا مین بہی بہت اشیاء جدید بعد عہد خیر القرون کے پیدا ہوئین جیسا کہ بندوق، توپ، ریل گاڑی، تار برقی، کہ استعمال ان چیزون کا ناجایز نہین ہے پس بدعت سیئہ وہ ہے کہ ارتکاب اُس کا بحکم شرع شریف گناہ کبیرہ یا صغیرہ ہو اس تقریر سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ہر بدعت کو بلاخوض، وتامل ضلالت یا حرام کہدینا از قسم جہل مرکب ہے تاگہ مین پہول پرونے کی ممانعت کے متعلق کونسی دلیل مؤلف رسالہ کے زعم مین ثابت ہوئی ہے نہین معلوم ہوا ہے۔ آیا پہول بوجہ تاگہ مین پُروئے جانے کے ذکر آلہی سے باز رہتے ہین یا کیا اگر مؤلف صاحب اپنے دعوے مین سچے ہین تو چاہئیے کہ حدیث صحیح یا کسی مجتہد کے قول معتد بہ سے بالتصریح اس کی حرمت ثابت کرین تاکہ ہم بہی اُس سے مستفید ہون ورنہ مؤلف اپنے زعم کا سد سے

ثابت ہو وست۔

(قولہ) اور غیر خدا کی منت ماننا اور نذر کرنا شیرینی یا کچھ کھانا اُسکے آگے رکہنا یہ سب حرام ہے۔

(اقول) ایصال ثواب مین یہ حدیث صحیح دلیل ہے (عن سعد ابن عبادة انه قال یارسول الله ان ام سعد ماتت فای الصدقة افضل قال الماء فحفر بیراً وقال هذه لام سعد رواه ابوداؤد فی کتاب الزکوٰة) ترجمہ یعنی سعد بن عبادہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے اُسکے واسطے کونسا صدقہ بہتر ہے پس سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائیے کہ پانی بہتر ہے پس سعد رضی اللہ عنہ نے کنوان کہود واکرکہا اسکا ثواب واسطے والدہ سعد کے ہے پس وہ کنوان فیض عام تہا غنی اور فقیر سب اُس کا پانی پیتے تہے اور جو کوئی بہ نیت نفل طعام ضیافت مسلمانون کے لئے تیار کرے مثل عقیقہ و ولیمہ تو غنی اور فقیر سب کو کہانا جایز ہے اور فتاوی عزیزی مین شاہ عبد العزیز صاحب تحریر فرماتے ہین ,, طعامیکہ برآن نیاز امامین علیہم السلام مینماید و برآن فاتحہ وقل و درود خوانند تبرک میشود. وخوردن آن بسیار خوب است انتہی۔ ترجمہ جس کہانے پر نیاز امامین علیہما السلام کی ہووے اور اُسپر الحمد اور قل ہو اللہ اور درود پڑہے

تبرک ہوتا ہے اور کہانا اُس کا بہت اچھا ہے۔ اور خصوصًا اہل اسلام
کو کہلانا موجب ثواب ہے اور شرح عقاید نسفی مین ہے وصدقتہم
منہم نفع لہم ترجمہ یعنی دعا اور خیرات کرنے مین زندون کے
واسطے مردون کے نفع ہے اور نذر خدا اور نذر اولیا مین جو فرق
ہے عبارت مرقومۃ الذیل سے بخوبی ثابت ہے۔ فتاوی مین مولانا
شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کے مندرج ہے۔ استعانت بارواح
درین امت بسیار بوقوع آمدہ آنچہ جہال و عوام الناس می کنند
ایشان را در ہر امر مستقل دانستہ بلاشبہہ شرک جلی است و نذر اولیا
برائے قضائے حوائج معمول و مرسوم است اکثر فقہا بحقیقت آن پے
نبردہ اند و آن را بر نذر خدا قیاس کردہ حکم برو برآوردہ اند کہ اگر نذر
بالاستقلال برائے آن ولی است باطل است و اگر برائے خدا است
وذکر ولی برائے بیان مصرف است صحیح است لیکن حقیقت این نذر آنست
کہ اہدائی ثواب الطعام والنفاق و بذل مال بروح میت کہ امریست مسنون
واز روئے احادیث صحیحہ مثل ما ورد فی الصحیحین من حال ام سعد
وغیرھا۔ این نذر مستلزم میشود پس حاصل این نذر آنست ان شئت
قلت مثلا اھدی ثواب ھذا القدر الی روح فلان و ذکر ولی
برائے تعین محل منذور ہست نہ برائے مصرف و مصرف این نذر نزد ایشان
متوسلان آن ولی می باشند از اقارب وہم طریقان و خدمہ و امثال
ذالک وہمین است مقصود نذر کنندگان بلاشبہہ و حکمہ انہ صحیح یجب الوفاء

لانہ قربتہ معتبرۃ فی الشرع آرے اگر آن ولی را حلال مشکلات بالاستقلال
یا شفیع غالب اعتقاد میکند منجر بشرک وفساد میگردد ولیکن این عقیدہ چیزے
دیگر است ونذر چیزے دیگر انتہیٰ ترجمہ مدد چاہنا اروا حون سے
اس امت کے بہت ظاہر ہوا ہے وہ جو کچھہ جہال اور عوام انہون سے
کرتے ہین انہون کو ہر کام مین مستقل جان کے بلا شبہہ شرک جلی ہے
اور نذر اولیا واسطے پورے ہونے ضرورتون کے مقرر ہے
اکثر فقہا اسکے حقیقت کی طرف نہین گئے ہین اور اسکو نذر خدا پر
قیاس کرکے حکم اُس پر جاری کئے ہین کہ اگر نذر بالاستقلال واسطے
اُس ولی کے ہے باطل ہے اور اگر واسطے خدا کے ہے اور ذکر ولی کا
واسطے بیان مصرف کے ہے صحیح ہے لیکن حقیقت اس نذر کی
وہ ہے کہ پہونچانا ثواب کہانے اور نفقہ اور خیرات کا روح کو
میت کے جو حکم ہے سنت ہے اور از روے احادیث صحیحہ اور
مانند اُسکے جو وارد ہوا ہے صحیحین مین حال مین ام سعد وغیرہ کے
یہ نذر لازم ہوتی ہے پس حاصل اس نذر کا وہ ہے اگر چاہتا ہے تو
بیان کرے کہ پہونچاتا ہون مین ثواب اس اندازہ کا فلان کے
روح کیطرف اور ذکر اُس ولی کا واسطے تعین محل منذور کے ہے
نہ واسطے مصرف کے اور مصرف اس نذر کا نزدیک انہون کے وسیلہ طلب
کرنے والے اُس ولی کے ہوتے ہین قرابتدارون اور خادمون اور ہم
طریقون سے اور مانند اُسکے اور یہی ہے مقصود نذر کرنے والون کا

بلا شبہہ اور اس کا علم تحقیق کہ واجب ہے اس کا وفا کرنا کیونکہ وہ قربت معتبرہ ہے شرع شریف مین۔ ہان اگر اس ولی کو حل کرنے والے مشکلون کے بالذات یا شفیع غالب اعتقاد کرے باعث شرک وفساد کا ہوگا لیکن یہ حقیقت دوسری چیز ہے اور نذر دوسری چیز پس ازان باید دانست که استعمال لفظ نذر بمعنی ہدیہ وتحفہ ہا نیز آمدہ است صاحب غیاث اللغات ... نذر بفتح نون وسکون ذال معجمہ پیمان وآنچہ برخود واجب گردانند مثل روزہ وصدقہ برائے خدائیتعالے وطعام فاتحہ بزرگان وآنچہ از نقد وجنس پیش امرا وسلاطین گزرانیدہ ملاقات کنند انتہی۔ جاننا چاہیے کہ استعمال لفظ نذر کا معنی میں ہدیہ اور سوائے اسکے بھی آیا ہے صاحب غیاث اللغات لکہتے ہین زبر سے نون کے اور جزم سے ذال معجمہ کے معنی ہین اقرار اور وہ جو کچھ کہ اپنے پر لازم کر لیوے مانند روزہ اور صدقہ واسطے خدائیتعالے کے اور کہانا بزرگون کے فاتحہ کا اور جو کچھ کہ نقد سے اور جنس سے تحفہ کے جو امرا اور بادشاہون کے پاس گزرانتے ہین انتہی۔ اور طعام ایصال ثواب کا کہانا قبل از فاتحہ اور بعد فاتحہ جایز ہے چنانچہ حرمین شریفین مین بہی یہی طریقہ تا ہنوز جاری ہے اور حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنے فتاوی مین لکہتے ہین اگر مالیدہ وشیر برنج وغیرہ نیاز فاتحہ بزرگی بقصد ایصال ثواب بروح ایشان پزیدہ بخورانند مضائقہ نیست جایز است وطعام نذر اللہ اغنیا را خوردن حلال نیست

واگر فاتحہ بنام بزرگ د. دہشد اغنیا را ہم خوردن دران جایز است انتہی
اگر مالیدہ اور کہیر وغیرہ نیاز فاتحہ بزرگ کی ارادہ سے ایصال ثواب اُن کی روح
کے کرے مضائقہ نہین سب جایز ہے اور طعام نذر اللہ واسطے غنیون
کے کہانا حلال نہین ہے اگر فاتحہ نام سے کسی بزرگ کے دی جاے
غنیون کو بہی کہانا اُس سے جایز ہے اور فتاوی غرائب مین مرقوم ہے
وروی ابو عصمۃ عن ابی حنیفۃ یجوز دفع الزکوٰۃ الی الہاشمی
فی زماننا وانما کان لایجوز فی ذالک الوقت ویجوز النفل بالاجماع
وکذا یجوز النفل للغنی من لایحل لہ الصدقۃ) ترجمہ
اور روایت کئے ابو عصمۃ ابی حنیفہ سے جایز ہے دینا زکوٰۃ کا سید کو ہمارے
زمانہ مین اور نہین جایز تہا اُسوقت اور جایز ہے نفل ساتہہ اجماع کے
اور ایسا ہی جایز ہے نفل واسطے غنی کے جسکے لئے نہین جایز ہے
صدقہ۔ اور فتاوی سراجیہ مین مرقوم ہے (لو تصدق علی غنیین
جاز فی روایۃ عن ابی حنیفۃ وہو قولہما) اگر دیوے صدقہ جایز
ہے غنی پر ایک روایت سے ابو حنیفہ کے اور وہ قول ہے اُن کا۔
بحر الرائق مین ہے وقید بالزکوٰۃ لان النفل یجوز للغنی کما
للہاشمی والصدقات المفروضۃ والواجبۃ والنذور
وصدقۃ الفطر لایجوز صرفہا للغنی لعموم قولہ علیہ السلام
لاتحل الصدقۃ للغنی انتہی) اور مقید کیا زکوٰۃ کو کیونکہ البتہ
تحقیق نفل جایز ہے واسطے غنی کے جیسا کہ واسطے ہاشمی کے اور صدقے

مفروضہ اور واجب اور نذرین اور صدقہ فطر نہین جایز ہے صرف کرنا واسطے غنی کے واسطے عام ہونے قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نہین جایز ہے صدقہ واسطے غنی کے انتہی. پس ان روایات سے صاف وصریح ظاہر ہوا کہ مراد صدقہ سے کہ حدیث لا یحل الصدقۃ لغني مین مذکور ہے صدقہ فرض یعنی زکوٰۃ ہے غنی کو لینا حلال نہین ہے نہ صدقہ نفل اور کہانے کو روبرو رکہہ کر اُس پر سورتین قرآن شریف کے پڑہنا درست ہے چنانچہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی عوارف المعارف مین لکہتے ہین وکان بعض الفقراء عند الاکل یشرع في تلاوۃ سورۃ من القرآن بحضر الوقت بذالک حتی تتغشی اجزاء الطعام بانوار الذکر ترجمہ اور تھے بعض فقرا کہانے کے وقت شروع کرتے پڑہنے کو سورہ کے قرآن سے حاضر ہونے کے وقت اس سے یہان تک کہ اجزا کہانے کے روشن ہوجاتے ذکر سے۔ اور امام یافعی درالنظیم فی فضائل القرآن مین تحریر فرماتے ہین (سورۃ القریش من قراء علی الطعام یخاف منہ امن وکفي وجع الطعلیین) سورۂ قریش کو جو شخص کہ پڑہے کہانے پر اسکے خوف سے امن پایا اور کافی ہے درد شانہ کے واسطے اور امام نووی اذکار مین لکہتے ہین (رویناني کتاب ابن السني عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضي اللہ عنہما عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یقول في الطعام اذا قرب الیہ اللہم بارک لنا فیما رزقتنا وقنا عذاب النار انتہی) اثر روایت کئے

ہم کتاب مین ابن سنی سے روایت کئے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تحقیق کہ آپ فرماتے کہانے پر جب کہ رکہا جاتا سامنے آپ کے اے اللہ برکت دے ہمارے لئے رزق مین ہمارے اور بچا تو ہم کو آگ سے دوزخ کے۔

اور قسطلانی نے مواہب اللدنیہ مین لکھا ہے۔ روي البخاري في تاريخه عن عبد اللہ بن مسعود من قال حين يوضع الطعام بسم اللہ خير الاسماء في الارض وفي السماء لا يضر مع اسمه داءٌ اجعل فيه رحمة وشفاء لم يضر ما كان استمل) ترجمہ روایت کیا امام بخاری نے اپنی تاریخ مین عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہون نے کہا جس نے کہے جس وقت کہ رکہا جاوے طعام بسم اللہ خیر الاسماء الیٰ آخرہ اُسکو وہ طعام ضرر نہین دیگا۔ غور کیجیے کہ طعام پر سورہ پڑہنا اور اُس کا ثواب ارواح کو پہونچنے کے لئے دعا کرنا بہی جایز ہوا اس کا انکار غیر مسموع ہے اور ہر امر کے ابتدا مین بسم اللہ اور الحمد للہ کہنا مستحب ہے اگر حمد سے کسی امر کی ابتدا نہ ہو تو وہ مقطوع البرکت ہے چنانچہ حدیث کل امر ذي بال اس پر شاہد ہے اور امام نووی وغیرہ ائمہ نے اس سے استدلال کرکے ہر امر مہم کی ابتدا مین حمد کرنا سنت ہونے پر تصریح کئے ہین پس ہم کہتے ہین کہ کہانے کا ثواب ایصال ارواح کرنا بہی اس مین داخل ہو اور اُس کی ابتدا مین حمد کرنا بہی مندوب ہے اور سبب برکت کا ہے

تو ابتدا سورہ فاتحہ سے کرنا جو وہ بہی حد ہے البتہ اولی و اکمل ہے
اور اُس مین جب فقدان شرط نہین تو کہانا سامنے رکہنے مین بہی محذور
نہین پس امر مسنون کی عمومیت جو افراد کو شامل ہے ایک فرد خاص کو
غیر جایز زعم کرنا باطل ہے فَلَا یُعْبَاءُ بِہٖ انتہی ہرچند کہ یہ احادیث
مرویہ مذکورۃ الصدر درجہ صحت یا حسن تک پہونچے ہین ۔ برینہم اگر متعصب
براہ نفسانیت یا بافراط و تفریط احادیث مذکورہ کے جانب ضعف کی نسبت
کرے تو اسکو لازم ہے کہ کتب اصول احادیث وغیرہ کی جانب رجوع
کرے کہ اکثر زمرۂ محدثین نے فضائل الاعمال اور مسائل ترغیبیہ
و ترہیبیہ مین حدیث ضعیف کو مقبول رکہے ہین تب اُس کا شبہہ بخوبی
مرتفع ہو جائے گا اور صرف عناداً بلا تحقیق و تدقیق ہر حدیث کو ضعیف
یا موضوع کہہ دینا حزم و احتیاط سے نہایت بعید اور خلاف طریقۂ
سلف و خلف ہے واللہ اعلم بالصواب ۔

اور مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ اپنے فتاوی مین فرماتے ہین
دوم آنکہ ہیئت اجتماعیہ مردم کثیر جمع شوند و ختم کلام اللہ کنند و فاتحہ بر شیرینی
یا طعام نمودہ تقسیم در میان حاضران نمایند این قسم معمول زمانہ پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم و خلفاء راشدین نبودہ اگر کسے این طور بکند باک نیست
زیرا کہ درین قسم قبیح نیست بلکہ فائدہ احیا و اموات را حاصل میشود۔
دوسرا وہ کہ بطریق مجمع کے بہت سے لوگ جمع ہون اور ختم کلام اللہ
کرین اور فاتحہ شیرینی پر یا کہانے پر کرکے درمیان حاضران مجلس کے تقسیم

کرین یہ طریقہ زمانہ مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاے راشدین کے نہ تہا اگر کوئی شخص ایسا کرے کوئی خوف نہین ہے اس واسطے کہ اس مین کوئی بُرائی نہین ہے بلکہ فائدہ زندون اور مردون کو حاصل ہوتا ہے

پس غور کرنا چاہیئے کہ ان حضرات متاخرین وعلماء وصلحا سے جو قطع نظر علوم ظاہر کے علوم باطن مین بہی دستگاہ خاص رکہتے تہے اور مرجع خلائق تہے اور جمیع علماے نامی گرامی انہین فضلائے اولوالعظام کے اقوال سے استدلال کرکے مسایل ایصال ثواب و فاتحہ و توسل واستعانت و زیارت قبور عورتون کے واسطے جایز رکہے ہین برنہم اگر منکرین اپنی ظلمت نفسانی کی وجہ سے یا کسی اور غرض سے ایسے علما سے ذوی الاحترام کے مقابل مین بغرض مناظرہ اپنی ڈیڑہ اینٹ کی دیوار اٹہانا چاہنگیے تو اُن کے اقوال ہباءً منثورا ہو جادین گے ۔

اور مسئلہ شفاعت انبیاء علیہم السلام کا انکار بہی بجز معتزلہ کے کسی نے نہین کیا البتہ بعضے وہابیہ اس مسئلہ مین معتزلہ کے مقلد ہین اب علم غیب کے نسبت بہی تحریر ضروری ہوئی۔ واضح ہوے کہ علم غیب کی تعریف کو بعض مفسرین (ما غاب عن الناس) سے تعبیر کرتے ہین جو جمیع کائنات سے مخفی ہو اور علم غیب مطلق بالذات خاصہ جناب آلہی کا ہے اور انبیا علیہم السلام کو بالواسطہ بطریق وحی یا الہام اللہ تعالیٰ امور غائبہ پر مطلع و متنبہ کرتا ہے اور یہ اُن کے حق مین معجزہ ہوتا ہے اور یہی اخبار بالغیب اگر ولی سے بطریق الہام سرزد ہوے تو کرامت کہلائیگی اور آیۂ کریمہ

آخری سورہ جن کی اس کے اثبات کے لئے شاہد وکافی ہے (فلا یظہر علیٰ غیبہ احد الا من ارتضی من رسول) ترجمہ پس اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہین کرتا ہے مگر جو رسول برگزیدہ ہو۔ وعلمك مالم تکن تعلم) اور ارشاد باری ہو رہا ہے کہ ہم نے آپ کو وہ علوم غامضہ مرحمت فرمائے ہین جسکا کہ آپ کو علم نہ تہا ملاحظہ ہو کہ لفظ ما جمیع انواع علوم جزئیہ کو بہی شامل ہے اور علم کی تقیید سے علوم غیر معلومہ بہی خارج ہو کر علم کے تحت مین داخل ہو گئے علیٰ اگر کوئی اعتراض کرے کہ بعضے احادیث سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ حضرت فرماتے ہین کہ بعضے اشیاء کا علم مجھکو نہ تہا یا نہ ہوا مگر بعد قید علمك کے جمیع افراد غیر معلومہ علم مین داخل ہو گئی ملاحظہ ہو تفسیر کشاف وتفسیر حسینی وغیرہا۔ اور اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ مین شاہ عبد الحق دہلوی تحریر فرماتے ہین حدیث فعلمت ما فی السمٰوات والارض) ترجمہ پس دانستم ہرچہ در آسمانہا وہرچہ در زمین بود عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی وکلی واحاطہ آن ترجمہ پس جانا مین نے جو کچہہ کہ آسمانون مین اور جو کچہہ کہ زمین مین ہے مراد ہے حاصل ہونے سے تمام علوم جزئی اور کلی کے اور اسکے احاطہ سے۔ اور مقصد ثامن مواہب اللدنیہ مین مرقوم ہے فی القسم الثانی فی الانباء بالمغیبات (اخرج الطبرانی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ہو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ہذہ)

بیان کیا طبرانی نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق کہ
اللہ تعالے نے اوٹھایا ہے دنیا کو میرے روبرو۔ پس دیکھتا ہون
مین اُسکے طرف اور وہ چیز جو اس مین ہے قیامت تک جیسا کہ دیکھتا
ہون مین میرے اس ہاتھ کو (وروی احمد فی الزھد والو شیخ
فی العظمۃ وابو نعیم عن مجاھد قال جعلت الارض لملک الموت
مثل الطشت یتناول حیث شاء) روایت کئے احمد زہد مین اور ابو شیخ
عظمہ مین اور نعیم مجاہد سے کہے گردانی گئی زمین واسطے ملک الموت
کے مانند طشت کے لیتے ہین جہان سے کہ چاہتے ہین۔ ہرگاہ سید العالمین
صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ سب مخلوقات سے افضل ہے۔ پس ملک الموت
سے زیادہ حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو درگاہ الہی سے
قدرت عنایت ہونا سزاوار ہے اور حضرت کے جانب علم غیب کی نسبت
مجازی ہے اور حضرت کو عالم غیب جمیع ممکنات وکائنات کے احوال کا
کہین تو بجا ہے کیونکہ حضرت کو شب معراج مین ماسواے احکام شرعیہ
واسرار لدنیہ کے بعضے ایسے علوم خاصہ بہی مرحمت ہوے جو فیما بین جناب
باری اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی رہگئے اُن علوم سے
کائنات وممکنات توکجا بلکہ ملائکہ مقربین بہی واقف نہ ہوسکے چنانچہ
مدارج النبوۃ مصنفہٗ شاہ عبدالحق مین اس کی تفصیل بخوبی مندرج ہے
عالم غیب جمیع ممکنات وکائنات کہنے سے علم باری کے ساتہہ مساوات
لازم نہین آسکتی ہے کیونکہ علم باری کا حصر وقصر کائنات وممکنات پر یا

نہین ہے بلکہ تفصیلی اور حاضر عند المدرک اور جمیع معدومات ممکنہ وممتنعات ذاتیۃ کو بہی شامل ہے۔ چنانچہ یہ بحث شرح مقاصد وغیرہ مین مندرج ہے۔ اور علم مکونات دریاے علم باری کا ایک قطرہ اور جز ہے جبکہ علم کائنات خدائتعالے کے علم کا جز اور بعض مقرر ہوا تو اب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم غیب کائنات وممکنات کہنے مین کوئی نقص لازم نہ ہوا کیونکہ حضرت ایسی حالت مین بعضے امور غائبہ کے عالم سمجھے جائین گے اور علامہ بوصیری قصیدہ بردہ مین من تبعیضیہ لاکر فرماتے ہین (ومن علومک علم اللوح والقلم) جبکہ لوح وقلم حضرت کے علم کے بعض اور جز ہوے اور خدائتعالے نے بہی فرمایا ہے کہ کوئی شئی رطب ویابس سے ایسی نہین ہے مگر وہ کتاب مبین مین مندرج ہے تو اب اس مقدمہ سے نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت پر علوم کائنات غائبہ وحاضرہ ومعارف اسرار ذات باری بوجہ الاکمل منکشف ہین پس ایسی صورتمین اگر جمیع کائنات کے نسبت مجازاً حضرت پر بالواسطہ عالم الغیب کا اطلاق کرین تو کوئی کفر وشرک لازم نہین آتا ہے اور نہ علم باری تعالے کے ساتھ مساوات لازم آتی ہے اور شفای قاضی عیاض مالکی مین مندرج ہے کہ جب کوئی شخص کسی کے مکان مین جاوے تو پہلے مکان والون پر السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے اور اگر مکان مین کوئی نہ ہو تو السلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہے۔ ملا علی قاری اس کی شرح مین اس امر کی توجیہہ کو یون حل فرماتے ہین (لان روحہ علیہ السلام حاضر فی بیوت اھل الاسلام

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک ہر مومن کے گھر میں موجود ہی اور ذات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر جگہ اور ہر رنگ مین جلوہ نما ہے اور اگر کسی سست عقیدہ شخص کو شک ہوے تو وہ آفتاب اور چاند کو دیکھے کہ کل افراد و عالم و عالمیان اُن کے انوار جہان تاب سے تابان و درخشان و متاثر ہین پھر وہ نور مطلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جس کے جمیع کائنات ذرے ہین اور اُسی سے اُن کی تخلیق ہوئی ہے اُن کے حضور مین کیا کلام صاحب مواہب لدنیہ علامہ قسطلانی نقل کرتے ہین۔

کالشمس في وسط السماء ونورها + يغشي البلاد مشارقاً ومغارباً

کالبدر من حيث التفت رائيته + يهدي الي عينيك نوراً ثاقباً

ترجمہ مانند آفتاب کے جو وسط آسمان مین ہے اور نور اُس کا ڈھانپ لیتا ہی مشرق اور مغرب کو۔ مانند چودہوین رات کے چاند کے جسطرف متوجہ ہو تو بتلاتا ہی تیرے روبرو نور روشن۔ اب اس سے بخوبی واضح ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تا قیام قیامت جمیع امور دنیا و مافیہا مثل کف دست باعلام الٰہی منکشف ہین۔ اور حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب مدارج النبوۃ کے دیباچہ کو اس آیۂ کریمہ (ھو الاول و الآخر والظاھر والباطن وھو بکل شئ علیم) سے ابتدا کرکے رموز و اشارات سے اُس آیت پاک کے حضرت پر اولیت و آخریت اور ظاہریت اور باطنیت کو ثابت کرکے مزید برآن (وھو بکل شئ علیم) مین ضمیر ہو کو حضرت کے جانب

وہان دیکھکر اپنی تشفی کر سکتے ہین شعر

ہمہ شیران جہان بستۂ این سلسلہ اند　　روبہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را

اب خداوند کریم منکرین ومتعصبین سے کے دونپر سے پردۂ عناد کو اُٹھاکر اس رسالہ کی توضیح وحقانیت کو ان کے دلون مین جماوے اور تعصب ونفسانیت سے بچاوے وما علینا الا البلاغ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ من ہو العلۃ الغائیۃ لایجاد العالم سیدنا محمد سید ولد آدم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

تمت

تقاریظ علمائی حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن الشرور والفتن

تقریظ عالیجناب زبدۃ العارفین قدوۃ الواصلین عمدۃ المفسرین نخبۃ الواعظین استادی حضرت مولانا مولوی حاجی قاری حافظ سید عمر شاہ صاحب قبلہ قادری الحنبلی قدس سرہ العزیز

حامداً ومصلیاً ومسلماً۔ واضح ہو کہ کرامات اولیا اور اُن کا تصرف اُن کے انتقال کے بعد بھی منقطع نہین ہوتا اور اُنہین اللہ کے پاس وسیلہ بنانا اور اُنسے توسل ومدد

بما ملخصه هل كرامات الاولياء ثابتة بعد موتهم وهل تصرفهم ينقطع بالموت ام لا وهل يجوز تقبيل توابيت الاولياء واعتابهم ام لا فاجاب يعني الشمس الشوبري بما ملخصه كرامات الاولياء ثابتة وتصرفهم لا ينقطع بالموت ويجوز التوسل بهم الى الله تعالى والاستغاثة بالانبياء والمرسلين وبالعلماء والصلحين بعد موتهم لان معجزة الانبياء وكرامات الاولياء لا تنقطع بعد موتهم اما الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام فلانهم احياء في قبورهم يصلون ويحجون كما وردت به الاخبار وتكون الاغاثة منهم معجزة لهم واما الاولياء فهي كرامة لهم وقال شيخنا الرملي رحمه الله تعالى وهذه الاشياء يعني الكرامات مشاهدة لا يمكن انكارها. فالذي نعتقده ثبوت كراماتهم في حياتهم وبعد وفاتهم ولا تنقطع بموتهم الى ان قال فاما تقبيل توابيت الاولياء واعتابهم فلا خلاف في جوازه بل ولا كراهة في تقبيل اعتابهم على قصد التبرك كما افتى به شيخنا الرملي رحمه الله قال الشيخ محمد الشوبري في اواخر فتواه المذكورة وهذا الامر ظاهر غني عن طلب الدليل اذ ايطلب لذالك انما يصدر من جاهل معاند جاحد لا يلتفت اليه ولا يعول في هذه المباحث الشرعية عليه انتهى۔

بلکہ بعض عارفون نے کہا ہے کہ ولی سے بعد انتقال کے وہ کرامتین جاری ہوتی ہین اسلئے کہ اُسکا تعلق مخلوق سے منقطع ہوگیا اور اسکے روح کو خالق سے

پورا علاقہ ہوگیا تو اللہ تعالے اپنے کرم سے اُس ولی کے متوسلین کی حاجت برآری فرماتا ہے چنانچہ اُسی کتاب مین شیخ حسن عدوی مالکی کی کتاب مشارق الانوار سے اس طرح منقول ہے (وقد ذکر بعض العارفین ان الولي بعد موته اشد کرامة منه في حال حیاته لانقطاع تعلقه بالمخلوق وتجرد روحه للخالق فیکرمه الله تعالی بقضاء حاجة المتوسلين به انتهی) اب رہا قبور کی تقبیل بلحاظ تبرک تو امام احمد رحمہ اللہ نے اسکے جواز کا فتوی دیا ہے۔ اور بعضے علماء نے اسے مکروہ کہا اور بعضے علماء نے غلبۂ حال مین جایز کہا ہے ورنہ مکروہ لیکن اہل سنت وجماعت مین سے کسی نے اسے کفر وشرک نہ کہا ہان ابن تیمیۃ اور اس کا تلمیذ ابن قیم اور ابن عبدالہادی ان مسئلون مین علماء حنابلہ سے جدا ہوگئے ہین اور مسلمانون کو مشرکون سے بہی زیادہ مشرک بنایا ہے۔ اور انہین بدترین کفار سمجھا ہے۔ جس کی تقلید وہابیہ کرتے ہین چنانچہ کتاب مذکور شواہد الحق مین ہے فقد علمت مما تقدم ان الامام احمد کما نقله عنه ابنه عبد الله وکثیر من ائمة العلماء کالمحب الطبري وابن ابي الصیف والشمس الرملي ووالده الشهاب الرملي وابن حجر الهیثمي وغیرهم ومن نقل ذالك عنهم من الشافعیة والحنفیة والمالکیة واقروه ونص وار به قائلون جمیعهم بجواز التمسح بجدار القبر الشریف وتقبیله للتبرك بل وقبور سائر الانبیاء والصالحین وبعضهم صرح بجواز تقبیل الاعتاب ایضا للتبرك کما هو قصد جمیع من یفعلون ذالك من المسلمین ولو

کانوا من اجهل الجاهلین، لا یقصد احد منہم غیر التبرک بذالک النبی او ذالک الولی و لا یخفی ان فی تجویز ذلک بقصد التبرک ومن ہؤلاء الائمۃ الاعلام ولا سیما الامام احمد رضی اللہ عنہ وعنہم فیہ فسحۃ وتیسیر علی اہل الاسلام وہو اللائق بمحاسن الشریعۃ وقید ابن حجر فی عبارۃ السابقۃ جواز ذلک ونحوہ بمن غلب علیہ حال المحبۃ والذی اعتمدہ ہو الکراہۃ لغیر من غلب علیہ الحال فاین ہذا من یکفرون المسلمین بمثل ذالک بناء علی اوہامہم وتخیلہم انہ یفضی الی الکفر والشرک الخ ہان جو عالم ومقتدا ہو بلحاظ احتیاط اگر تقبیل نہ کرے تو بہتر ہے کیونکہ آج کل عوام حد سے بڑھ گئے ہین اسلیئے ہمارے نیک عقیدت عالم نے اس رسالہ مین اچھی طرح بیان کیا ہے اور افراط وتفریط سے روکا ہے جزاہ اللہ خیر الجزاء۔ (عمر کان اللہ لہ)

تقریظ عالیجناب محقق اکمل فاضل بے بدل جامع معقول ومنقول افضل المدرسین استاذی حضرت مولانا مولوی محمد حسین صاحب قبلہ شاہ نوری مدرس مدرسۂ نظامیہ طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ

الحمد للہ علی نوالہ والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ اما بعد واضح ہو کہ مسائل خلافیہ مین بڑی گروہ کے متبع رہکر نزاع سے کنارہ کشی کرے کیونکہ بڑی گروہ کا خلاف خسران وخذلان کا موجب ہے مؤلف نے بہی (جزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزاء) سواد اعظم کی اتباع کرکے اہل اسلام کی تکفیر پر جراءت نہ کرنے کو ثابت کیا ہے وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ نمقہ عبدہ الضعیف محمد حسین عفا اللہ عنہ۔

تقریظ عالیجناب علامۂ زمان منبع فیض و عرفان استادی حضرت مولوی شاہ آلہی بخش صاحب قبلہ حنفی چشتی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

جناب مولوی احمد حسین صاحب نے آداب قبور کا رد عمدہ تحریر کیا جزاہ اللہ خیر الجزاء۔ حررہ العبد المذنب آلہی بخش شاہ غفرلہٗ۔

تقریظ عالیجناب معدن الافاضل و الحقائق استادی حضرت مولانا مولوی سید یحیی صاحب حسینی سلمہ الرب القوی

جناب مولوی احمد حسین صاحب جو جوابات متعلق جواز زیارت قبور وغیرہ تحریر فرمایا ہے وہ نہایت صحیح و مدلل ہین اللہ پاک مصنف کو جزائے خیر عطا فرماوے فقط

خادم الطلبہ والفقراء شاہ ابو محمد یحیی حسینی

تقریظ عالیجناب فضیلت نشان معرفت آگاہ حضرت مولانا مولوی سید عزیز الدین صاحب نقشبندی چشتی سلمہ اللہ تعالی ابنہٗ مولوی محمد مظہر صاحب مرحوم

یہ رسالہ من اولہ الی آخرہ دیکھا گیا سب مضامین درست و صحیح ہین۔

احقر الانام سید محمد عزیز الدین ابنہٗ مولوی محمد مظہر صاحب مرحوم

تقریظ عالیجناب فضیلتمآب حقیقت انتساب حضرت مولانا مولوی محمد رحمت اللہ صاحب منتظم صاحب محکمہ محلات مبارک

جناب مولوی احمد حسین صاحب مؤلف کتاب ہذا عورتون کو زیارت قبور جائز ہونیکے جو دلایل لکھے ہین بہت صحیح و درست ہین بشرطیکہ اس جا اندیشہ بے پردگی اور مجمع رجال نہ ہو کیونکہ نماز مفروضہ بھی جوان عورات کو مسجد مین جا کر ادا کرنا مکروہ ہے۔ الراجی بفضل اللہ محمد رحمت اللہ کان اللہ لہٗ

تقریظ عالیجناب اشرف العلماء تاج الفضلا مولانا مولوی السید اشرف علی صاحب قبلہ مفتی اول بلدہ زاد اللہ عمرہ و علمہ و اجلالہ

فہم کے دیکھنے والے تو بہت ہین لیکن پر یہان حسن شناسان سخن تہوڑے ہین

واقعی یہ کتاب افادات جمہور فی رد آداب قبور مولانا مولوی احمد حسین صاحب قبلہ نے بڑی محنت و جانکاہی سے لکھی ہے اور اس کی عبارت و مضامین مولوی صاحب قبلہ کی قابلیت کے شاہد عادل ہین نکتہ چینی علی قدر لیاقت ہر ایک کرسکتا ہے مگر امید پسند ہر خاص و عام قلم اُٹھانا کار سے دارد۔

ایسے زمانہ مین جبکہ اسلام مین بہت سے فرقہ ہو گئے ہین اس قسم کے کتب کی سخت ضرورت تہی جو ان گمراہون کے ازالہ کا باعث ہو سکے اسلئے مولانا مولوی احمد حسین صاحب قبلہ نے اس ضرورت کو محسوس کرکے افادات جمہور فی رد آداب قبور تحریر فرمائے ہین جو ہر طرح قابل ستایش ہے مولانائے ممدوح نے اسکی تحریر مین جو محنت شاقہ برداشت کی ہے وہ لایق تشکر ہے امید ہے کہ اعدا دین کو آئندہ اس قسم کی جرارت نہ ہوگی مین مولانا مولوی احمد حسین صاحب قبلہ کو اس کامیابی پر مبارکباد دیتا ہون۔

راقم سید اشرف علی عفی عنہ مفتی اول بلدہ

تقریظ عالیجناب افضل العلما تاج الفضلا مولانا مولوی سید عبد الرشید صاحب نائب مفتی اول بلدہ سلمہ اللہ تعالی

مہر محکمہ دار الافتاء سرکار عالی حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ المستحق لغایات التحمید۔ العلی القوی الولی الحمید الغنی

المغني المبدء المعيد خلق الخلايق وسلكهم احسن الطريق الى الام
الرشيد والزمهم شكره وضمن لهم كنز فضله المزيد وحكم عليهم
بالموت فما لاحد عنه محيص ولا محيد - وارسل الرسول النبي
الامي بالقران المجيد - حيث اخبرنا من قول الملك الحميد
وجاءت سكرة الموت بالحق ذلك ما كنت منه تحيد - والصلوة
والسلام علي شفيعنا يوم الوعيد محمد صلي الله عليه وسلم وعلي اله
واصحابه واولياء امته الذين بشرهم في الجنة بالنعيم والتخليد -
اما بعد فقد نظم درر رسايل التقبيس من زيارة قبور الاولياء
والشهيد - بسلك اجوبة المعتبرة المروية من الكتب القديم و
الجديد - هو عالم وحيد ومحقق فريد صنف رسالة جامعة
لرد فرق الاباطيل الذين حق عليهم الوعيد - وحصل لاهل السنة
والجماعة دلايل ظاهرا غريبا وحيد كل سطره سيف لكل جبار
عنيد - والفاظه سنان بين قلوبهم كالحديد نسمع مرحبا من كل
قريب وبعيد - نسئل الله سبحانه ان يعطي لمصنفه جزاء لا
يفني ولا يبيد - لا معطي لما منع ولا راد لما يريد - وندعوا من الله
ان يجعلنا واياه متبعا لاحكام الشرعية وسعيد - ويغفر
ذنوبنا من فضله المزيد وسبحانه فعال لما يريد - حرره ابو السعد
السيد عبد الرشيد - نائب المفتي الحيدر آباديه احدي عشر يوم
الخميس شهر الجمادي الاولي سنة ۱۳۳۲ هجري السعيد - سيد عبد الرشيد نائب مفتي اول
بلده

تقریظ عالیجناب واجب التعظیم بحر المعانی والحقائق حضرت مولانا مولوی سید شاہ محمد تسلیم حسنی صاحب قبلہ قادری سلمہ الباری

من اجاب فقد اصاب حیث حقق تحقیقا فی المسایل و دقق تدقیقا فی الدلایل فی تحریر الجواب حسب ما ورد من السنة والکتاب جزاہ اللہ تعالے خیر الجزاء وھو الملہم للصدق والصواب و نمقہ الفقیر الی اللہ الغنی الباری ابو البرکات السید محمد تسلیم الحسنی الحسنی القادری کان اللہ لہ ۔ دستخط عالیجناب تاج المتصوفین و خیر الواعظین حضرت مولانا مولوی محمد خیر المبین صاحب قبلہ سلمہ ربہ القدیر

محمد خیر المبین

تقریظ عالیجناب فضیلت انتساب نخبة العلماء و سلالة النجباء حضرت مولانا مولوی سید شاہ محمد لطیف محی الدین صاحب قادری الموسوی سلمہ ربہ القوی

الجواب صحیح حررہ الراجی الی رحمة اللہ القوی الباری فقیر العاصی السید محمد لطیف محی الدین قادری الموسوی الجیلانی کان اللہ لہ ۔

تقریظ عالیجناب مجمع الفضایل والمحامد فاضل النحریر حضرت مولانا مولوی سید محمد منیر صاحب قبلہ سلمہ اللہ تعالے

لایخفی ان الفتنة الوھابیة ھی من اعظم الفتن فی الاسلام فیھا معادات النبوة والولایة وفیھا الظلم العظیم علی الواجب من حقوق الانبیاء علیھم الصلوٰة والسلام والاولیاء رضی اللہ عنھم والحط المبین لما اعطاھم اللہ من المنزلة الرفیعة والمکنة المنیعة بتمویہ

ان فیه النصر والحمایۃ لتوحید اللہ تعالیٰ ولیس بل فیه التخلیط والتلبیس
من اولیاء الابلیس وفیه المکر والتدلیس وقد مکروا مکرهم وعند اللہ
مکرهم وان کان مکرهم لتزول منه الجبال فتدرج هذه الفرقۃ الابلیسۃ وتنزل
حتی تحزب فصارت الاعلی والکامل والادنی والمتمائل وسرت فتنتهما
مجری الدم حتی عم المکر وطم فالخلائق فیه تائهون وهم یحسبون انهم
یحسنون فانا للہ وانا الیه راجعون والادنی منهما هی الادنی الی التضلیل
یحسبها الجاهل انها المتعامل لمنهاج وضعها المجتهدون من الاوائل
وهی المتفرع من الکامل وعسی ان یتمایل الی اصله الکامل ولیست التفرقۃ
بینهما الا فی القلیل والفرقتان لا تزالان فی الدعوۃ الی طریقهما یریدون
لیطفؤا نور اللہ بافواههم وکادان تعم دعوتهم وتؤم ضلالتهم
ولکن اللہ رحمنا بان اقام اصفیاء من عباده یبینون للناس ضلالا
تهم ومکائدتهم منهم العالم الصالح المولوی احمد حسین حفظه اللہ
من کل شین فانه رفع فی رسالته الحجاب من البین وکشف الغطا
وازال الغین فحقق الحق الزین ومحق المحق الشین الذی هو فی الخصام
غیر مبین ولا یکاد یبین وظهر لبصارۃ العین انه الحق المبین
وصراط الامین عن قطاع الشیاطین فجزی اللہ المولف خیر الجزاء
وزاد فیما رزقه اللہ من العز والتمکین فی العلم والدین
واعطاه اللہ الظفر والفتح المبین علی اعداء الدین

العبد الفقیر سید محمد میر عفی عنه

تقریظ عالیجناب منبع علم و کمال و مجموعہ جوہہائے بیکراں علم دوست فاضل ادیب مولانا مولوی نواب میر انامور علیخان صاحب جاگیردار دودیال اسلمہ اللہ تعالیٰ

جناب مولوی احمد حسین صاحب نے جو کتاب افادات جمہوری رد آداب قبور تحریر کی ہے وہ حقیقتاً بوجہ مستند اور صحیح ہونیکے جالب انظار ناظرین و دافع شکوک مشککین ہے سچ تو یہ ہے کہ ہم کو اسکے محامد اور مناقب بیان کرنیکے لئے متنبی کے زبان سے مجبوری ظاہر کرنی پڑتی ہے

لقد وجدت مکان القول ذاسعة	فان وجدت لسانا قائلاً فقل

یعنے

محل گفتار تو بہت وسیع ہے لیکن زبان گویا کہاں جو مافی الضمیر کی تشریح کرسکے (راقم تشریح)

تقریظ جناب ابو المکارم مولوی میر قاسم علی صاحب واصف حیدرآبادی زاد اللہ عمرہ و علمہ تلمیذ حضرت مصنف مدظلہ العالے

الحمد للہ الملک الحمید الودود الوہاب والصلوٰۃ علی رسولہ الشفیع المشفع بیوم الحساب وعلی آلہ واصحابہ المتمسکین بالہدی والکتاب اما بعد فہذا کتاب مختصر جداً وممتلئ با التحقیق والعجاب لا شک فیہ ولا ارتیاب وکل مافیہ مبنی علی اتباع السواد الاعظم ومنوط باہل السنۃ والکتاب جزاہ اللہ لمصنفہ استادی المکرم مدظلہم من خیر وثواب لانہ تعالیٰ جواد کریم وتواب وہو اعلم بالصواب حررہ الراجی الی عفو ربہ الہادی ابو المکارم میر قاسم علی واصف الحیدرابادی تجاوز اللہ ذو الایادی۔

تقریظ جناب مولوی غلام حسین خان صاحب زاد اللہ عمرہ و علمہ

مستمدا و مستعنيا بفضل الله الملک العظیم و مستغیثا و متوسلا بنبیه الکریم صلی الله علیه وعلی آله واصحابه الذین سلکو بمنهج القویم وفازوا الی غایۃ المرام بحظ جسیم - اما بعد بحمد الله وحسن توفیقه فقد تداولت الیوم بایدینا هذه النسخة المختصرة العجیبة المسماة بالافادات الجمہوریة الجامعة لدقائق الاصول والفروع والمانعة عن اتیان شبہات الشرور ونضرۃ بہا عیون الناظرین فی غایۃ البہجۃ والسرور فجزی الله بہا الاستادی المکرم المولف خیرا فی الدارین بالوفور - وکتبه الراجی بفضل الغفور المنان - غلام حسین خان حیدرآبادی

تاریخ طبع کتاب افادات جمہور از طبع ادشاعر گہربار عالیجناب مولوی سید رضی الدین حسن صاحب کیفی

فضیلت نشان شیخ احمد حسین
لکھا آپنے یہ رسالہ عجیب
رسالہ یہ مقبول عالم بنے
سرو دشمن دین نگون کیون نہ ہو

محقق کی نیک فرخندہ پے
ہمین ہاتھ آئی ہے کیا خوب شئے
یہ چیتار ہے بار ہا پے بہ پے
افادات جمہور بے مثل ہے

۳۴ ۱۳ھ

تاریخ طبع کتاب افادات جمہور از طبع اشاعر نازک خیال عالیجناب مولوی نواب میر محمد علی خان صاحب بہادر ناظم دام اقبالہ

یہ ہے تصنیف مولوی صاحب
شرع کے ہوتے ہین سایل حل

جس سے خوش ہو رہے ہین سب ابرار
دیکھو - تالیف عارف اسرار

۳۴ ۱۳ھ

تاریخ شاعر شیرین مقال جناب مولوی محمد تراب علی صاحب قادری الاحمدی قابل

مرے مشفق مرے مخلص مولوی احمد حسین	صاحب ادراک عالم باعمل اور ذی شعور
مرحبا صد مرحبا انکے دلائل خوب ہین	واہ کیا اچھا کیا ہے رد آداب قبور
راست گوئی حق پرستی دیکھنے سے جسکے ہو	منکرون کے دانت کھٹے مقبلو نکے دلمین نور
دل عدو کا کٹ گیا قابل مضامین دیکھکر	عبرت افزا ہو گیا یہ رد آداب قبور
	۱۳ ۴ ۴

تاریخ طبع کتاب افادات جمہور طبعزاد ابو المکارم میر قاسم علی صاحب

تصنیف او ستادم آمد کتابے	کہ باشد بدو دیدہ خلق را نور
ہمہ از رموز دلاویز مشحون	ہمہ از گہرہائے اسرار معمور
مصنف بدو باد نامی بعالم	دہد خالق اش اجر این سعی مشکور
مسلم بود نزد ارباب معنی	کتابے کہ باشد ز ہر وصمتے دور
رقم سال ہجری او کرد و آصف	مسلم کتاب افادات جمہور
	۱۳ ۴ ۴

تاریخ طبع کتاب افادات جمہور از طبعزاد جناب مولوی فیاض خان صاحب ذوق

خوب لکھا رد آداب قبور	مولوی احمد حسین نکتہ بین
سر سے اعداکے لکھو رد یہ بین	ہے پسند عام فیض عالمین
	۱۳ ۴ ۴

از طبعزاد جناب مولوی سید نعمت اللہ صاحب عرف غلام احمد میان زاد اللہ عمرہ ناصر

احمد حسین ہیرے مکرم میرے بزرگ	لکھے ہین رد دشمن دین سشہ زبان
ناصر نے ہجری سن مین کہا سال طبع آن	سرمایہ علوم ہے یہہ رد زر فشان
	۱۳ ۴ ۴